مصدّقہ حضرت خلیفۃ المسیح شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب کا مجرّب

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور آجکل کچھ ایسے اسباب پیدا ہوگئے ہیں کہ عام طور پر لوگ آنکھوں کی بیماریوں میں مبتلا ہیں نوجوانوں کو دیکھو وہ بھی عینک لگائے پھرتے ہیں اور ضعفِ نظر کی عام شکایت ہے۔ مینے بڑی محنت سے اصلی ممیرا جو امراض چشم کیلئے مسلّم مفید چیز ہے حاصل کیا ہے اسکے اصل ہونیکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصدیق فرمائی حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان طبی لحاظ سے بھی ایک ممتاز خاندان ہے اور اس پہلو سے بھی آپ کی تصدیق بے نظیر ہے اور علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیحؑ حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ اصلی ممیرا ہے ممیرا حاصل کرنیکے بعد مینے حضرت مولویصاحب کے مجرب اور ہزارہا مریضانِ چشم پر آزمائے ہوئے سرمے کے نسخے آپ کی ہدایت کے موافق ترکیب دیکر طیار کیئے ہیں اور اب فائدہ عام کیلیئے مشتہر کرتا ہوں اور چونکہ یہ تین مختلف نسخے ہیں۔ اسلیئے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے قیمت سرمہ اوّل قسم عا ر قسم دوم عہ ر قسم سوم عہ۔ فی تولہ۔ قیمت ممیرا قسم اوّل صہ ر جسکو لوگ اڑھائی سو روپیہ فی تولہ فروخت کرتے ہیں۔ قسم دوم سے ر اگر اصلی ممیرا نہ ہو تو واپس کر کے قیمت لے لو۔

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و ہبوط و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت فی تولہ ۱ر لنگیاں اور کلاہ:۔ ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ سفید ماشی ریشمی سوتی ٹسری صافی سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ۶ سے ۱۰ تک حمائل خوردروسی ۸ر روپیہ عہ اور شاہ رفیع الدین کا مترجم کلام اللہ چمڑے کی جلد قیمت ۱۱ر

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نوٹ:۔ خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔

اطلاع:۔ براہین احمدیہ مکمل چار جلد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی۔ لاجواب۔ بے نظیر۔ پُر معارف تصنیف جسکا حجم قریب ۶۰۰ صفحہ کے ہے تقطیع کلاں اب صرف ۶ میں مینیجر بک ڈپو صدر انجمن احمدیہ قادیان سے مل سکتی ہے۔ مینیجر

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۹ — بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۰ع — نمبر ۶

چندہ سالانہ — عوام سے عہ طلباء سے عہ

فہرست مضامین

قرآن مجید پر ڈاکٹر ل گم کے حملے کا جواب ۲۰۱-۲۳۴

واقعہ صلیب کے متعلق ایک محقق امریکن کی رائے ۲۳۴-۲۳۶

الوہیت مسیح کے برخلاف آسمانی کتب کی شہادت ۲۳۶-۲۳۸

گوتم بدھ کی ہڈیاں اور حضرت مسیح ناصری کی قبر ۲۳۸-۲۳۹

ایک نیا عیسائی فرقہ ۲۳۹-۲۴۰

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰- جون سنہ ۱۹۱۰ع کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شایع ہوا

Digitized by Khilafat Library

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن مجید پر ڈاکٹر کرل گم کے حملے کا جواب

عیسائی لوگ مذہب اسلام کے متعلق کتابوں - رسالوں - اور تقریروں کے ذریعہ سے خلاف واقعہ امور پھیلانیکے عادی تو تھے ہی. لیکن اب انہوں نے اسلام کے متعلق غلط بیانیاں پھیلانیکا ایک نیا طریق نکالا ہے وہ نیا طریقہ یہ ہے کہ ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ سے بذریعہ تار خبر اعتراضات کو دنیا میں شائع کیا جاتا ہے - اس ایجنسی کو ایک پیغام تھوڑا عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر کرل گم صاحب نے ارسال کیا ہے - یہ ڈاکٹر صاحب افریقہ میں سفر کرتے رہے ہیں اور انکا مقصد یہ تھا کہ افریقہ میں اسلام کی ترقی اور اسلام کے متعلق مختلف مسائل پر غور کریں - اس پیغام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف جنگلستان افریقہ میں پھرتے رہے ہیں بلکہ قرآن شریف کے اس ترجمہ کا بھی جو سیل صاحب نے کیا ہے ورق گردانی کرتے رہے ہیں وہ اس پیغام میں جو انہوں نے ریوٹر ایجنسی کو بھیجا ہے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کریم کا بڑے تدبر سے مطالعہ کیا ہے - اور لکھتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم مذہبی جنون کو پیدا کرنے والی ہے اس دعویٰ کو ثابت کرنیکے لیئے وہ سیل کے ترجمے کے چند صفحوں کا حوالہ دیتے ہیں اور اُن کے نزدیک ان صفحات کی تعلیم کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کافروں کو قتل کیا جاوے یا انکو غلامی کی حالت میں ذلت کے ساتھ رکھا جاوے -

افسوس ہے کہ ڈاکٹر کرل کم صاحب جیسا علم و فضل کا مدعی انسان قرآن کریم کی تعلیم سے ایسا ناواقف ہو کہ ساری دنیا کے سامنے یہ ظاہر کرے کہ قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ کافروں کو یا قتل کیا جاوے یا انکو غلام بنایا جاوے۔ اگر تمام دنیا ایسی ہی سمجھدار ہوتی جیسا ڈاکٹر کرل کُم تو قرآن کریم کے خلاف ایسے اعتراض کا جواب دینا بے فائدہ تھا لیکن ہم یقین کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین میں بہت سے ایسے اصحاب ہیں جو سچائی کو سمجھکر اُسکی قدر کرینگے۔ ہم اپنے ناظرین کے سامنے وہ عبارات پیش کرتے ہیں جنکا ڈاکٹر کرل کُم صاحب نے حوالہ دیا ہے اور ہر ایک صاحب بصیرت یہ دیکھ لیگا کہ ڈاکٹر مذکور نے کیسے ناجائز اعتراض قرآن کریم پر کیے ہیں ڈاکٹر مذکور سیل کے ترجمے میں سے مفصلہ ذیل صفحات کا حوالہ دیتا ہے:۔ صفحات ۲۰ و ۲۲ و ۶۴ و ۷۰ و ۷۲ و ۸۲ و ۸۳ و ۳۶۵ وغیرہا۔ ہم پہلے صفحہ ۲۰ کے متعلق غور کرتے ہیں۔ صفحہ مذکور پر لڑائی کے متعلق مفصلہ ذیل آیات ہیں وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ج وَلَا تُقَاتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقَاتِلُوْکُمْ فِیْہِ ج فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ط کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ ۝ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝ اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ بِالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ج وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (البقرہ ۲۴) ان آیات کا ترجمہ سیل نے حسب ذیل کیا ہے۔ ” اور خدا کے مذہب کے واسطے اُن لوگوں سے لڑو جو تمہارے ساتھ لڑتے ہیں مگر اُنپر پہلے حملہ مت کرو کیونکہ خداوند کریم حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا

اور اُنکو قتل کرو جہاں کہیں تم اُنکو پاوٴ۔ اور اُنکو نکالدو اُس جگہ سے جہاں سے تم کو اُنہوں نے بے دخل کیا ہے۔ کیونکہ بت پرستی کی ترغیب قتل سے زیادہ بُری ہے لیکن مسجد حرام کے پاس اُنسے نہ لڑو مگر اس صورت میں جب وہ تم پر حملہ وہاں کریں۔ اگر وہاں وہ تم پر حملہ کریں تو اُنکو وہیں قتل کرو۔ کافروں کے لیئے یہ سزا ہے۔ مگر اگر وہ باز آجاویں تو خدائے تعالیٰ بخشنے والا اور رحیم ہے۔ اور اُنکے ساتھ لڑتے رہو حتّٰی کہ بُت پرستی کی طرف ترغیب نہ رہے اور خدا کا مذہب ہو جاوے۔ لیکن اگر وہ باز آجائیں تو پھر کوئی لڑائی نہیں ہونی چاہیئے مگر ظالموں کے ساتھ حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینہ کے بدلے ہے۔ اور حرمتوں کا بدلہ ہے۔ پس جو کوئی تمپر زیادتی کرے پس تم بھی اُسپر زیادتی کرو مانند اُسکے کہ اُس نے تمپر زیادتی کی اور خدا سے ڈرو اور یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں۔ خدا کے مذہب کی حمایت میں اپنے مال سے مدد دو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو اور بھلائی کرو گے۔ ان آیات سے ڈاکٹر کرل کُم یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ کافروں کے ساتھ جنگ کرو حتّٰی کہ یا تو وہ غلام بن جاویں یا ذلیل بنکر رہیں۔ اگر ڈاکٹر مذکور ان آیات کو غور سے مطالعہ کرتا تو اُسکو معلوم ہو جاتا کہ ان آیات کی تعلیم انصاف اور عقل پر مبنی ہے اور یہ تعلیم ہر ایک صاحب فہم کے نزدیک واجب التعمیل ہے۔

اوّلاً ان آیات کے سمجھنے کے لیئے ہمیں اُن حالات کو دیکھنا چاہیئے جن حالات میں یہ آیتیں نازل ہوئیں قرآن کریم کا ہر ایک پڑھنے والا اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ قرآن کریم ایک ہی وقت نہیں اُترا بلکہ تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت و موقعہ اُترا ہے۔ ان آیات سے یہ ظاہر ہے کہ یہ آیتیں تمام کفار کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ وہ صرف اُن کفار کے متعلق ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ اور لڑائی جسکا حکم دیا گیا وہ اُس وقت کے مخالفین کے خلاف .... تھی۔ اگر قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ اُن سے لڑو تو اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہر ایک سے لڑو۔ ان الفاظ سے عام معنے نکالنا ایک ظلم ہے اور ان الفاظ کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ یہ حکم صرف اُن منکرین کے متعلق ہے جو پیغمبر خدا صلعم

کے زمانے میں تھے۔ اور جس ضرورت کی وجہ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو مخالفین سے لڑنیکا حکم ہوا تھا وہ خود اُن آیات سے ظاہر ہے۔ لڑائی کا سبب پتہ لگانے کے لیئے ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ ہم اُس زمانہ کی تاریخ کی ورق گردانی کریں۔ خود قرآن کریم اسکا سبب بیان فرماتا ہے اور اُس زمانے کے واقعات کے متعلق قرآن کریم کی شہادت کو عیسائی معترضین بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ ہم ان آیات کی طرف توجہ کرتے ہیں جو ڈاکٹر کرل گم صاحب اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ پہلی آیت کا سیل نے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ "اور خدا کے مذہب کی خاطر اُن لوگوں سے لڑو جو تمہارے ساتھ لڑتے ہیں۔ لیکن تم اُنپر پہلے حملہ کر کے حد سے نکلنے والے نہ بنو۔ کیونکہ خداوند کریم حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو صرف اُن مخالفین سے لڑنے کا حکم تھا جو اُن سے لڑتے۔ اور اُن کو یہ بھی حکم تھا کہ مخالفوں پر پہلے حملہ نہ کریں۔ منکروں پر حملہ کرنے میں ابتدا کرنا خدائے تعالیٰ کے نزدیک اعتدار (حد سے نکلنا) ہے۔ اور اعتداء کرنے والوں کے لیئے خداوند کریم کا وعید ہے کہ وہ اُنکو اس جرم کے بدلے ضرور سزا دیگا۔ اگر ڈاکٹر کرل گم صاحب تعصب سے کام نہ لیتے تو وہ اس آیت کی تعلیم کو مذہبی جنون کی تعلیم نہ خیال کرتے اور نہ ہی اُنکو خیال ہوتا کہ اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان دوسرے مذاہب کے پیرووں کو بلا امتیاز قتل کر ڈالیں۔ خود اس آیت میں اُس اعتراض کا جواب ملتا ہے جو اعتراض قرآن کریم کے خلاف کیا گیا ہے۔ اگر ڈاکٹر کرل گم صاحب قرآن کریم پر کافی تدبر کرتے تو اُنکو معلوم ہو جاتا کہ قرآن صرف اُن لوگوں کے خلاف لڑنیکی اجازت دیتا ہے جو مسلمانوں پر پہلے ہتھیار اُٹھائیں۔ اور قرآن کریم میں سخت ممانعت ہے اُن لوگوں سے لڑنیکی جو مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اُٹھانیکے مرتکب نہیں ہوئے سو صاف ظاہر ہے کہ ڈاکٹر کرل گم صاحب میں یا تو یہ قابلیت نہیں کہ ایک صریح عبارت کو سمجھ سکیں یا عمداً حق کو چھپا کر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ وہ الفاظ جنکا ترجمہ سیل نے "خدا کے مذہب کے واسطے" کیا ہے وہ فی سبیل اللہ ہیں جنکا لفظی ترجمہ ہے

خدا کے راستہ ہیں۔ کافروں کو مسلمانوں کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی مسلمان اُنکے رشتہ دار تھے۔ کافر مسلمانوں سے اسواسطے لڑتے تھے کہ انہوں نے مذہب اسلام قبول کیا تھا اور کافروں کا مدعا مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرنیکا یہ تھا کہ یا تو اُنکو تباہ کردیں اور یا اُنکو مجبور کریں کہ وہ اسلام چھوڑ کر پھر بُت پرستی کی طرف رجوع کریں۔ اُنکا مدعا یہ تھا کہ اسلام کو نیست و نابود کردیں وہ مسلمانوں سے نہیں لڑتے تھے بلکہ اسلام سے جو خدا کا مذہب تھا۔ اسواسطے مسلمانوں کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ خدا کے راستہ میں لڑتے ہیں۔ کافر جھوٹے معبودوں کی راہ میں لڑتے تھے اور مسلمان خدا کے راستہ میں لڑتے تھے۔ خدا کے راستہ میں لڑنے کے معنے مسیحی صاحبان نے غلطی سے یہ کیئے ہیں کہ مسلمان خدا کے مذہب یعنی اسلام کو پھیلانے کیلیئے لڑنیکے واسطے حکم دیئے گئے تھے لیکن ان معنوں کی غلطی خود اُس آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے کیونکہ یہ آیت صرف اُن لوگوں کے خلاف لڑنیکی اجازت دیتی ہے جو پہلے مسلمانوں کے ساتھ لڑتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کے ساتھ قطعی لڑنے کی ممانعت ہے جو لڑنے میں پیش قدمی نہیں کرتے۔ اگر لڑائی کا مدعا یہ ہوتا کہ اسلام کو پھیلایا جاوے تو حکم یہ ہوتا کہ تمام کافروں سے لڑو۔ ایک اور بات بھی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو مذہب پھیلانیکی غرض سے لڑائی کرنیکا حکم نہیں دیا گیا تھا اور وہ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو صرف اُسوقت تک لڑنیکا حکم تھا جب تک کہ مخالف اُنکے ساتھ لڑتے رہیں اور جب مخالف لڑنا چھوڑ دیں تو مسلمانوں کو حکم تھا کہ وہ فوراً ہتھیار ڈال دیں اور لڑنا بند کردیں۔ اور جب تک کہ مخالف اُنپر تعدی نہ کریں وہ ہرگز اُنسے نہ لڑیں۔ مذکورہ بالا دعویٰ کو ثابت کرنیکی غرض سے بہت سی آیتیں قرآن کریم سے نکالکر پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن ہم انہیں آیتوں تک اپنے تئیں محدود رکھیں گے جنکا حوالہ ڈاکٹر کرل کُم صاحب نے دیا ہے۔ ان آیتوں میں سے جنکا اوپر حوالہ دیا گیا ہے ایک یہ بھی ہے فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ لیکن اگر وہ رُک جاویں تو خداوند غفور اور رحیم ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ

....

.... فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ اگر وہ (کافر) لڑنے سے رُک جاویں تو پھر اُنکے ساتھ لڑائی نہیں ہونی چاہیئے۔ ان دُونوں آیات سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں اوّل یہ کہ مسلمانوں کو لڑائی کرنیکی اجازت صرف اُسوقت تھی جبکہ مخالفوں کی طرف سے لڑائی کی ابتدا ہو۔ دوئم یہ کہ مسلمانوں کو جنگ کرنیکی صرف اُسی وقت تک اجازت تھی جبتک کہ کافر اُنسے لڑتے رہیں۔ اور جب فریق مخالف لڑنا چھوڑ دیں تو پھر مسلمانوں کے لیئے حکم تھا کہ وہ بھی ہرگز اُن سے لڑائی نہ کریں۔ سوئم یہ کہ اگر دشمنان اسلام لڑنا چھوڑ دیں تو اُنکے گذشتہ ظلموں کو نظر انداز کر دینا چاہیئے کیونکہ آیت کریمہ کے الفاظ یہ ہیں فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کہ اگر وہ رُک جاویں تو خدا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اُنکی گذشتہ خطاؤں کے بدلے میں اُنکو کوئی سزا نہیں ملنی چاہیئے بلکہ وہ معاف ہو جانی چاہئیں تو اب صاف ظاہر ہے کہ مسلمان صرف مخالفوں کا ظلم روکنے کے لیئے لڑتے تھے۔

جنگ بدر کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب ذیل وحی الٰہی نازل ہوئی۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ٭ اے اہل مکہ اگر تم فتح چاہتے ہو تو اب فتح آچکی ہے اب تمھارے لیئے یہ بہتر ہے کہ تم لڑائی سے رُک جاؤ۔ لیکن اگر تم لڑائی کی طرف لوٹو گے تو ہم بھی لوٹیں گے اور تمھاری کثیر التعداد فوج تمھارے کچھ کام نہیں آویگی کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے۔ ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی کے شروع ہونیکے بعد بھی مخالفین کو کہا جاتا تھا کہ جنگ سے باز آجاؤ۔ اور اُنکو یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ اگر وہ لڑائی سے باز نہ آویں گے تو خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے اور وہ مسلمانوں کو ضرور فتحیاب کریگا خواہ دشمنوں کی تعداد زیادہ ہو۔ صرف اللہ تعالےٰ

٭ انفال ۲۔

کی طرف سے ہی ایسی پیش گوئی ہو سکتی تھی۔ کوئی انسان ایسی پیشگوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اور یہ پیشگوئی اُسوقت کی گئی تھی جبکہ مسلمان بہت کمزور تھے اور دشمنوں کے مقابلہ میں اُنکی جمعیت بالکل ہیچ تھی۔ اور اس پیشگوئی کا پورا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے تھی۔

غرض مسلمانوں کو صرف اُسوقت تک لڑنیکا حکم تھا جبتک کہ کافر انکے ساتھ لڑتے رہیں اور جنگ کے اثناء میں بھی دشمنوں پر بار بار یہ امر واضح کر دیا جاتا تھا کہ اگر اب بھی وہ لڑائی سے رُک جاویں گے تو اُنسے مسلمان ہرگز نہیں لڑیں گے جن آیات کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اُنمیں سے مفصلہ ذیل آیت بالخصوص قابل ذکر ہے وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔ "لڑائی کرو۔ ...... اُنسے۔ حتّٰی کہ بُت پرستی کی کوئی ترغیب نہ رہے اور مذہب خدا کا مذہب ہو جاوے"۔ جس لفظ کا ترجمہ سیل نے بُت پرستی کی ترغیب کیا ہے وہ فتنۃ ہے۔ اس لفظ کے اصلی معنے ہیں آزمائش۔ تکلیف اور مصیبت میں ڈالنا (دیکھو لین پول کی عربی انگریزی ڈکشنری) خدا کا حکم یہ تھا کہ کافروں سے لڑو حتّٰی کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے یعنی اُسوقت تک کافروں سے لڑو جسوقت تک کہ کافر مسلمانوں کو تکلیف میں ڈالکر مذہب چھوڑنے کیلیئے مجبور کرنیسے باز آجاویں۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ دشمنوں کا مدعا یہ تھا کہ مسلمانوں کو تنگ کرکے اُنکو اپنا مذہب اسلام چھوڑنے پر مجبور کیا جاوے۔ مسلمانوں کو حکم تھا کہ جب کافر اُنسے اس غرض سے لڑیں کہ مسلمان اپنا مذہب اسلام چھوڑ دیں تو وہ بھی کافروں سے لڑیں۔ مگر جب کافر مذہب کی خاطر دُکھ دینے سے باز آجاویں تو مسلمان بھی لڑائی سے باز آجاویں۔ جب مسلمان لڑائی کیلیئے آمادہ نہیں ہوئے تھے اور ہتھیار نہیں اُٹھائے تھے تو اُنکو واسطے اس سرزمین میں کوئی امن نہیں تھا۔ بہت سے ایسے لوگ تھے جو دلمیں مومن تھے لیکن دشمنان اسلام ایسے زبردست تھے کہ ایسے لوگ اُنکے ڈر کے مارے اپنا اعتقاد ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔ اس قسم کے لوگ

بُت پرستوں کے مذہب کو ڈر کے مارے مانتے تھے۔ پس ان لوگوں کا مذہب خدا کے لیئے نہیں تھا بلکہ اُن لوگوں کے لیئے تھا جن سے وہ ڈرتے تھے۔ مسلمانوں کو لڑنے کا حکم اسواسطے ہوا تاکہ مذہب کے سبب سے کوئی شخص نہ ستایا جاوے اور ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہو کہ جس مذہب کو وہ سچا سمجھے اُسی کی پیروی کرے۔

غرض جب دشمنان اسلام مومنوں کے قتل کرنے میں مصروف تھے اور ایسا کرنیکے واسطے اُنکے آگے کوئی روک نہ تھی۔ تو بہت سے آدمی ان دشمنان اسلام کے ڈر کے مارے اپنے باپ داداؤں کے مذہب کو پکڑے رکھتے تھے۔ سو اُنکا مذہب خدا کے لیئے نہیں تھا بلکہ اُن لوگوں کے لیئے تھا جنکے ڈر کے مارے وہ اپنے پرانے مذہب کو نہیں چھوڑتے تھے۔ اور مسلمانوں کو لڑنیکا حکم اس واسطے دیا گیا تھا کہ کوئی شخص کسی مذہب کو قبول کرنیکی خاطر دُکھ نہ دیا جاوے اور ہر ایک شخص کا مذہب خالصۃً للہ ہو۔ یہ ہی اُس آیت کی تفسیر ہے جسکا ترجمہ سیل صاحب اس طرح پر کرتا ہے۔ (وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔) لڑو اُنسے یہانتک کہ بُت پرستی کی کوئی ترغیب نہ رہے اور مذہب خدا کا ہو جاوے۔ اگر آیت کریمہ کے آخری الفاظ کا ترجمہ ٹھیک طور سے کیا جاوے تو یُوں کہنا چاہیئے کہ مذہب خدا کے لیئے ہو جاوے۔ کیونکہ اصل لفظ للہ ہے جسکا ترجمہ لفظی اللہ کے واسطے ہے آیت وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۔ اور مذہب خدا کیلیئے ہو جاوے۔ کے معنے سمجھنے میں مسیحی مصنفین نے بڑی غلطی کھائی ہے ان الفاظ کے معنے مسیحی صاحبان نے یہ سمجھے ہیں کہ تمام لوگ مسلمان ہو جاویں۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کو لڑنا چاہیئے حتّٰی کہ تمام دنیا مسلمان ہو جاوے ان معنوں کا غلط ہونا کئی طریقوں سے ثابت ہو سکتا ہے مگر میں صرف انہیں آیات تک اپنے آپ کو محدود رکھونگا جن کا حوالہ مینے اوپر دیا ہے۔ سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ جو معنے مسیحی لوگوں نے اس آیت کے کیئے ہیں وہ غلط ہیں۔ (سیل کے ترجمہ کے مطابق) وہ الفاظ جو اس آیت سے پہلے ہی وارد ہیں وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ۔ ” اسواسطے اُنکے خلاف لڑو۔ حتّٰی کہ بُت پرستی کی کوئی ترغیب نہ رہے“۔
ان الفاظ کے معانی پہلے بیان کیئے گئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ دشمنانِ اسلام کے ساتھ اسوقت تک لڑائی کرنی چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کو ستانا چھوڑ دیں۔ جب کافر مسلمانوں کو دین اسلام چھوڑانے کی غرض سے تنگ کرنا اور اُنسے لڑنا چھوڑ دیں تو مسلمانوں کے واسطے حکم یہ تھا کہ وہ بھی لڑنا چھوڑ دیں۔ یہ حکم ہے جو آیت زیر بحث سے پہلی آیت میں دیا گیا ہے۔ کیا یہ کہنا بالکل عقل کے خلاف نہیں ہے کہ دوسری آیت جو پہلی آیت کا ایک جزو ہے یہ حکم دیتی ہے کہ کافروں سے لڑو حتّٰی کہ وہ یا تو اسلام قبول کرلیویں یا تلوار کے نیچے اگر قتل ہو جاویں۔ اب ہم اُس آیت کو دیکھتے ہیں جو آیت زیر بحث کے بعد آتی ہے مابعد کی آیت کے الفاظ حسب ذیل ہیں فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ ” لیکن اگر وہ (کافر) لڑائی سے باز آجاویں تو پھر کوئی لڑائی نہیں ہونی چاہیئے مگر ظالموں کے ساتھ“۔ کیا اس آیت سے یہ بات صاف ظاہر نہیں ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کو ہرگز یہ حکم نہیں دیتا کہ مسلمان کافروں سے لڑتے رہیں حتّٰی کہ تمام کافر مسلمان ہو جاویں اگر قرآن کریم کا یہ منشاء ہوتا تو وہ یہ حکم مسلمانوں کو ہرگز نہ دیتا کہ اگر کافر لڑنا چھوڑ دیں تو مسلمانوں کو بھی اُنکے ساتھ نہیں لڑنا چاہیئے۔ دوسری آیت کے آخری الفاظ یہ ہیں فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ ”مگر ظالموں کے خلاف“ اس سے ظاہر ہے کہ صرف دُکھ دینے والوں اور ستانیوالے ظالموں کے خلاف لڑائی کرنے کی اجازت ہے۔

سیل کے ترجمہ صفحہ ۲۰ پر سے جو آیات نقل کی گئی ہیں اُنہیں ایک اور تعلیم بھی ہے جو خاص توجہ کے قابل ہے۔ ان آیات سے صرف یہی نہیں نکلتا کہ مسلمان لڑائی میں ابتدا کرنیوالوں سے لڑیں بلکہ یہ بھی حکم ہے کہ ایسے لوگوں سے لڑائی کرنے میں انصاف کو مدنظر رکھا جاوے۔ حکم ہے کہ ان لڑائی کی ابتدا کرنیوالوں کو سزا دیجاوے لیکن ساتھ ہی یہ بھی حکم ہے کہ سزا دینے میں جرم کی حیثیت کا لحاظ رکھا جاوے۔ ان آیات میں ناظرین کو مفصلہ ذیل ہدایات ملیں گی۔ (الف) وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ

یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ہ "خدا کے راستہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تمہارے ساتھ لڑتے ہیں لیکن حد اعتدال سے مت بڑھو۔ کیونکہ خدا حد اعتدال سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا" سیل صاحب الفاظ "حد سے نہ بڑھنے" کے بعد . . . . تفسیر کے طور پر یہ لفظ لکھتے ہیں کہ کافروں پر پہلے حملہ نہ کیا جاوے۔ لیکن اسکی تفسیر سے آیت کے معنے محدود ہو جاتے ہیں اس آیت کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ مسلمانوں کو پہلے پہل لڑنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ اسکا مطلب یہ بھی ہے کہ لڑائی شروع ہونیکے بعد بھی کسی طرح اعتدال اور انصاف کی حد سے تجاوز نہ کیا جاوے۔ ایک مثال اس بات کو خوب ثابت کر دے گی۔ جب اُحد کی جنگ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عزیز اور بہادر چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو کچلا ہوا اور مثلہ کیا ہوا دیکھا تو آپ کا دل ایسا نظارہ دیکھنے سے پھٹ گیا اور آپنے اپنے چچا کے جسم مبارک کو مخاطب کر کے یوں فرمایا لامثلن بسبعین منھم مکانک کہ میں آپکے بدلے دشمن کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ اسپر خدا کی وحی اس طرح نازل ہوئی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ۔ (نحل ۱۶) اگر تم سزا دو تو ایسی سزا دو جیسی کہ تمکو سزا دی گئی ہے لیکن اگر تم صبر کرو تو صبر کرنیوالوں کے لیئے بڑا اجر ہے۔

(ب) سیل صاحب کے ترجمہ

صفحہ ۲۰ سے جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے اُنہیں یہ مزید ہدایت بھی ہے کہ مسلمانوں کو لڑائی میں انصاف کیسے قائم رکھنا چاہیئے وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ "اور اُنکو اُس جگہ سے نکال دو جہاں سے کہ اُنہوں نے تم کو نکالا ہے"۔ ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا دشمن کی طرف سے تھی۔ لیکن مسلمانوں کو اجازت تھی کہ وہ اس حد تک بدلہ لیں جس حد تک اُنکو دکھ دیا گیا . . . . اور جائز حد سے اُنکو آگے بڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ مسلمان صرف اُس جگہ سے کافروں کو نکال سکتے تھے

جہاں سے مسلمانوں کو کافروں نے نکالا تھا۔ لیکن مسلمان کافروں کو اس جگہ سے نہیں نکال سکتے تھے جس جگہ سے مسلمانوں کو نہیں نکالا گیا تھا۔ ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ قرآن مجید کی یہ تعلیم کیسی انصاف پر مبنی ہے۔ بایں ہمہ ڈاکٹر کرل کُم قرآنی تعلیم پر یہ الزام لگاتا ہے کہ وہ مذہبی جنون پیدا کرتی ہے۔ شائد ڈاکٹر مذکور کا منشاء یہ ہے کہ دشمن تو جس طرح چاہیں مسلمانوں پر حملہ کریں اور اُنکو اُنکے گھروں سے نکالدیں لیکن مسلمانوں کو یہ اجازت نہ ہو کہ وہ اپنے بچاؤ کے لیئے دشمن کا مقابلہ کریں یا اُنکو اُس زمین سے نکال دیں جہاں سے کہ دشمن نے اُنکو نکالا ہے اور اگر مسلمانوں کو ایسا کرنے کی اجازت ہو تو اُسکو مذہبی جنون کے نام سے پکارنا چاہیئے۔ اگر یہی مذہبی جنون ہے تو ہم اس بات کے ماننے کیلئے بالکل تیار ہیں کہ قرآن کریم مذہبی جنون کی تعلیم دیتا ہے۔ ڈاکٹر کرل کُم ان الفاظ سے کہ ”جہاں کہیں اُنکو پاؤ قتل کر ڈالو“ ٭ یہ نتیجہ نکالنا چاہتا ہے کہ قرآنی تعلیم مذہبی جنون سکھاتی ہے۔ عیسائیوں کی یہ عادت ہے کہ ایسی آیتوں کو جیسی کہ مذکورہ بالا آیت ہے منتخب کر لیتے ہیں اور اُنکو باقی آیات سے جدا کر کے جاہل اور کم علم لوگوں کے سامنے پیش کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان آیات میں تمام کافروں کو بلا تمیز قتل کرنیکا حکم ہے۔ ایسی آیتوں یا ایسے ضمائر کو تمام منکرین اسلام پر چسپاں کرنا ایک صریح ظلم ہے مذکورہ بالا آیت کو لیجیئے اس آیت میں اگر ضمیر ھُمْ کو تمام کافروں کی طرف منسوب کیا جاوے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ اس آیت سے یہ حکم نکلتا ہے کہ مسلمان جہاں کہیں کافروں کو پائیں قتل کر ڈالیں۔ اگر ڈاکٹر کرل کُم صاحب تھوڑا عقل اور فہم استعمال کریں تو آیت مذکورۃ الصدر کا ماقبل دیکھنے سے معلوم ہو جاویگا کہ ضمیر ھُمْ ایسے لوگوں کی طرف پھرتی ہے جو مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہیں (اَلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ) اور آیت مابعد کے دیکھنے سے معلوم ہو جاویگا کہ وہ اشخاص جن سے اس آیت کا تعلق ہے ایسے اشخاص ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو اُنکے ملک سے نکالا۔

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو بعض دشمنوں سے لڑنے اور اُنکو مارنے کا حکم تھا جہاں کہیں یہ دشمن اُنکو مل جاویں وجہ یہ تھی کہ یہ

٭ واقتلوھم حیث ثقفتموھم۔

دشمن بھی مسلمانوں کو جہاں کہیں پاتے تھے مار ڈالتے تھے۔ اسکے ثبوت میں مَیں ڈاکٹر کرل گُم صاحب کی خدمت میں اس زمانے کی تاریخ پیش کرتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جن لوگوں سے پیغمبر خدا صلعم کو واسطہ پڑا وہ لوگ ڈاکٹر صاحب کی طرح مہذب نہیں تھے۔ یہ لوگ جنگلی تھے اور بہت کم باقاعدہ لڑائی کے عادی تھے اور انکو اُنکی ظالمانہ حرکات سے روکنے کے لیئے ہمیشہ سخت لڑائی کی ضرورت رہتی تھی۔ تاہم مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ وہ کعبہ کی مقدس حدود اور عزت کے مہینوں میں دشمن سے نہ لڑیں۔ ہاں اگر دشمن مسلمانوں پر کعبہ کی مقدس حدود اور عزت کے مہینوں میں پہلے حملہ آور ہوں تو صرف اس صورت میں مسلمانوں کو لڑنیکی اجازت تھی۔

(ج) سیل کے ترجمہ صفحہ ۲۰ میں سے جو آیات نقل ہوئی ہیں اُنہیں ایک اور آیت بھی ایسی ہے جو مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ لڑائی کے وقت بھی انصاف کرنیکا حکم دیتی ہے اس آیت کے الفاظ یہ ہیں فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ۔ "جو کوئی تمہارے خلاف تم سے تعدّی کرتا ہے تو تم بھی اُس سے ویسی ہی تعدّی کر سکتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور جان لو کہ خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں" یہ آیت بھی آیت ماسبق کی طرح مسلمانوں کو حکم دیتی ہے کہ تم کافروں کو اُتنی سزا دو جتنی تکلیف کہ اُنہوں نے تم کو دی ہے اور مسلمانوں کو مطلع کیا گیا ہے کہ اگر تم اس شرط پر عمل درآمد کرو گے تو صرف اس صورت میں خدا تمہاری مدد کرے گا باایں ہمہ ڈاکٹر کرل گُم ریوٹر کی ایجنسی کو اطلاع دیتا ہے کہ قرآن کریم کی ان آیات سے مذہبی جنون پیدا ہوتا ہے۔

سیل کے ترجمہ قرآن صفحہ ۲۰ ہی سے ایک اور آیت قابل غور ہے۔ اس صفحہ پر آخری آیت کے الفاظ اس طرح پر ہیں وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

اسکا ترجمہ سیبل نے حسب ذیل کیا ہے۔ "خدا کے مذہب کی حفاظت کیلیئے اپنے مالوں کو خرچ کرو اور اپنے آپکو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں مت ڈالو۔ اور بھلا کرو۔ کیونکہ خدا اُنسے محبت کرتا ہے جو بھلا کرتے ہیں"۔

الفاظ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ کی تشریح اسطرح کی گئی ہے کہ لڑائی میں مدد دینے میں غفلت کرنے سے اپنی ہلاکت کا باعث تم خود مت بنجاؤ۔ یعنی اگر تم دشمن کا مقابلہ نہیں کروگے تو دشمن تمھیں ہلاک کر دیگا راڈول اور سیبل ہر دونے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔ تو اب اس آیت سے مزید پتہ یہ لگتا ہے کہ دشمنان اسلام مسلمانوں کو ہر وقت تباہ کرنیکے لیئے تیار تھے اور اگر مسلمان دشمنوں کے حملوں کو روکنے کیلیئے تیاری نہ کرتے تو دشمن انکا نام و نشان صفحہ زمین سے بالکل مٹا دیتے۔

اس بحث کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سیل صاحب کے ترجمہ بیس؟ کی جن آیات کی نسبت ڈاکٹر کرل کُم لکھتا ہے کہ وہ ہر زمانے اور ہر ملک کے کافروں کے قتل کرنیکے لیئے حکم دیتی ہیں اور مذہبی جنون پیدا کرتی ہیں۔ انمیں مفصلہ ذیل تعلیم دیگئی ہے۔

(۱) صحابہ کرامؓ کو صرف ان لوگوں سے لڑنے کی اجازت تھی جو اُن سے لڑتے تھے۔

(۲) مسلمانوں کو سخت ممانعت تھی کہ وہ کافروں پر پہلے حملہ کریں۔

(۳) لڑائی کے وقت میں بھی انکے واسطے سخت تاکید تھی کہ وہ انصاف کو پوری طرح سے برتیں۔ اور نیز انکو یہ بھی حکم تھا کہ حدِ اعتدال سے بالکل نہ بڑھیں۔

(۴) اُنکو حکم تھا کہ جب دشمن لڑائی سے باز آجائیں تو وہ بھی لڑنا چھوڑ دیں ----- یہانتک کہ اگر وہ شکست کھا کر بھی ہوں تو بالکل بھلا دیں۔

(۵) دشمنوں کی غرض لڑائی کرنے سے یہ تھی کہ وہ مسلمانوں کو یا تو تباہ کر دیں یا ان کو مذہب اسلام کے ترک کرنے پر مجبور کریں۔

(۶) اگر مسلمان اپنی حفاظت میں کچھ غفلت کرتے تو انکی نسبت یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ اپنی تباہی میں آپ مددگار ہوئے۔

(۷) مسلمانوں کی غرض لڑائی کرنے سے یہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو بچائیں اور امن قائم ہو۔

اب میں ڈاکٹر کرل کُم سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ صفحہ بیس۲۰ پر ہمکو وہ آیات دکھلائیں جنمیں یہ لکھا ہو۔ کہ ہر ایک کافر جہاں سے ملے اُسکو قتل کر دینا چاہیئے۔ جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے انہیں مشرکین عرب کا ذکر ہے جو پہلے لڑائی کرنیکے مجرم تھے۔ اب میں سیل کے انگریزی ترجمہ کے صفحہ بیس۲۰ سے صفحہ بائیس۲۲ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس صفحہ پر لڑائی کے متعلق حسب ذیل آیات ہیں کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا۔ ترجمہ لکھا گیا ہے تمپر لڑنا اور وہ تمھیں دوبھر معلوم ہوتا ہے اور قریب ہے کہ تمھیں ایک چیز دوبھر معلوم ہو اور وہ تمھارے لیئے اچھی ہو اور قریب ہے کہ ایک چیز تم پسند کرو اور وہ تمھارے لیئے بُری ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے وہ تجھ سے حرمت کے مہینہ میں جنگ کرنیکے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ کہ اُسمیں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی راہ سے روکنا اور اُسکے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے لوگوں کو اُسمیں سے نکالدینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے اور فتنہ لڑائی سے زیادہ بُرا ہے اور نہیں ٹلیں گے جو لڑے جاوینگے تم سے یہانتک کہ پھیر دیں تمکو تمھارے دین سے اگر ان سے ہو سکے۔ (بقرہ - ۲۷)

ڈاکٹر کرل کُم نے جو بیان کیا ہے کہ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ کافروں سے لڑو انکو غلام بناؤ یا انکو ذلیل کرو۔ اس تعلیم کا پتہ ان آیات میں کہیں نہیں چلتا۔ بیشک ایک آیت میں یہ لکھا ہے کہ تمکو لڑائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن یہ حکم نہیں ہے

کہ تمام کافروں سے لڑائی کرو۔ اگر ڈاکٹر کرل کُم ان آیات کو غور سے دیکھتا تو اسکو معلوم ہو جاتا کہ اگر ان آیات میں لڑنیکا حکم ہے تو ساتھ ہی ایسا کرنے کی دلیل بھی انہی آیات میں بیان کی گئی ہے اور انہی آیات میں دشمنان اسلام کے ایسے کاموں کا ذکر ہے جن کاموں کے کرنیکے باعث مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ کافروں سے لڑیں۔ اور ہر ایک آدمی جو دشمنوں کے ان کاموں کے متعلق غور کریگا اسکو ماننا پڑیگا کہ ایسی حالات میں مسلمانوں کے واسطے سوائے لڑائی کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

(۱) کافر خدا کے راستہ سے روکتے تھے یعنی یہ کہ وہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکتے تھے۔

(۲) وہ لوگوں کو مسجد الحرام میں آنیسے سے روکتے تھے مکّہ کی پاک مسجد میں ہر ایک آدمی کو آنے کا حق حاصل تھا۔ قریش اپنے دشمنوں کو بھی اس پاک جگہ میں آنے سے روک نہیں سکتے تھے دستور یہ تھا کہ اگر لڑائی بھی ہو رہی ہو تو موسم حج میں لڑائی بند ہو جاتی تھی اور مخالف فریق ایک دوسرے کو دُکھ دینے کے بغیر حج کرتے تھے۔ مگر قریش اور انکے ساتھی اسلام کے ایسے دشمن تھے کہ وہ حق جو ہر ایک سخت سے سخت دشمن کو حاصل تھا وہ مسلمانوں کو حاصل نہیں تھا۔

(۳) دشمنوں نے مسلمانوں کو نہ صرف بیت اللہ ہیں سے روک دیا تھا بلکہ انہوں نے ساکنان مکّہ کو اپنے گھروں سے نکالدیا تھا۔

(۴) کافر مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالتے تھے **فتنہ** کا ترجمہ سیل نے بُت پرستی کی ترغیب کیا ہے لیکن اُسکے اصل معنے یہ ہیں آزمائش یا تکلیف اور مصیبت میں ڈالنا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ اسلام لاتے اُنکو تکلیف اور مصیبت میں ڈالا جاتا تا کہ وہ نیا مذہب چھوڑ دیں۔

(۵) کافروں نے یہ ٹھان لیا تھا کہ جبتک مسلمان اپنے مذہب کو نہ چھوڑ دیں اُن سے لڑتے رہنا چاہیئے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ وہ تم سے لڑتے رہیں گے حتّٰی کہ وہ تمکو تمھارے مذہب سے ہٹا دیں اگر ایسا کرنا اُنکی طاقت میں ہو۔ قرآن کریم

عمر الدین

کے اصل الفاظ یہ ہیں وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا۔

دشمنانِ اسلام کا ظلم دیکھنا چاہیے کہ جب مسلمان مکّہ میں رہتے تھے تو کافر اُنسے اسلام چھوڑوانے کیلئے اُنکو دردناک تکالیف میں ڈالتے تھے۔ اور جب کافروں کے ظلم سے مسلمان تنگ آکر مکّہ چھوڑ گئے اور ایک دُور کے شہر میں جاکر پناہ لی۔ تب بھی کافروں نے اُنکا پیچھا کیا اور جیساکہ قرآن شریف شہادت دیتا ہے۔ یہ ٹھان لیا کہ مسلمانوں سے لڑتے رہیں گے حتّٰی کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دیں جب دشمنوں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا تھا تو مسلمانوں کے واسطے کیسے ممکن تھا کہ وہ زندہ رہ سکتے اگر وہ اپنے بچاؤ کے لیئے ہتھیار نہ اُٹھاتے۔ کاش کہ ڈاکٹر کرل کُم اور اُسکے دوست قرآن شریف کا غور سے مطالعہ کرتے تب اُنکو صاف پتہ لگ جاتا کہ مسلمان دشمن کے ظلم کے سبب اپنی بچاؤ کے لیئے لڑنے پر مجبور ہوگئے تھے۔

عیسائی لوگ اکثر کہتے ہیں۔ کہ مسلمان جبتک کمزور تھے وہ صبر سے ہر ایک تکلیف کو برداشت کرتے رہے لیکن جب وہ طاقتور ہوگئے تو اُنہوں نے دشمن کے خلاف لڑنا شروع کردیا۔ سیل کے ترجمہ صفحہ ۲۲ پر جو آیتیں ہیں وہ اس اعتراض کو جڑھ سے اُکھاڑ رہی ہیں۔ پہلی آیت یہ ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو جب لڑنیکا حکم دیا گیا تھا۔ تو وہ اپنی کمزوری اور دشمن کی طاقت کو دیکھکر لڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔ چونکہ دشمن بہت طاقتور تھا اسلیئے اُن کا مقابلہ کرنے میں یقینی تباہی نظر آتی تھی۔ بدر کی لڑائی کے متعلق خداوند کریم یوں فرماتا ہے وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ۔ " اور خدائے تعالیٰ نے تمکو بدر کے مقام پر مدد دی حالانکہ تم بہت تھوڑے تھے"۔ بدر کی لڑائی کے وقت مسلمان کیسے کمزور تھے یہ بات مفصلہ ذیل آیتوں سے ظاہر ہے جو بدر

کی لڑائی کے متعلق ہیں۔

(۱) كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ (انفال - ۱) "جیسا کہ خدا نے تمکو تمھارے گھروں سے حق کے ساتھ نکالا جبکہ مسلمانوں کا ایک گروہ اس بات کو دوبھر سمجھتا تھا وہ سچائی کے معاملہ میں تجھ سے جھگڑا کرتے تھے بعد اسکے کہ حق اُنپر ظاہر ہو چکا تھا گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جارہے ہیں - اور وہ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جب مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ مکہ سے آنیوالی فوج کے ساتھ لڑائی کریں تو وہ ایسے کمزور تھے - کہ اُن میں سے بہت مقابلہ کے لیئے نکلنا اپنے لیئے بڑا دوبھر سمجھتے تھے -

(۲) جب بدر کے مقام پر فوجیں آپس میں آمنے سامنے ہوئیں تو مسلمان اپنی کمزوری کو دیکھکر خدا کے حضور مدد کے واسطے چلائے إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ "جب تم اپنے خدا سے فریاد کرتے تھے تو خدا نے تمھاری فریادوں کو قبول کیا (انفال - ۱)

(۳) اگر ناظرین یہ بات جاننا چاہتے ہیں کہ مسلمان لڑائی کے شروع کے وقت کیسے کمزور تھے تو اُنکو مفصلہ ذیل آیت پڑھنی چاہیئے - وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (انفال - ۳) "اور اُسوقت کو یاد کرو جبکہ تم تعداد میں بالکل تھوڑے تھے اور ملک میں تم ناتوان سمجھے جاتے تھے تمکو یہ ڈر تھا - کہ لوگ تمکو اچک لے جائینگے تو ایسے وقت میں خدا نے تمھیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمکو مؤید کیا اور تمکو عمدہ چیزیں عطا کیں تاکہ خداوند کریم کا شکریہ ادا کرو"

سیل کے ترجمہ کا ایک اور صفحہ جسکا ڈاکٹر کرل گم حوالہ دیتا ہے وہ صفحہ ۱۴۶ ہے اس

صفحہ پر جن آیتوں میں جنگ کا ذکر ہے وہ مفصلہ ذیل ہیں۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا

(نساء ۱۲) "وہ (منافقین) یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسا کہ وہ کافر ہیں۔ تاکہ تم اور وہ برابر ہو جاویں اسواسطے انکو دلی دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ خدا کی راہ میں اپنے ملک کو نہ چھوڑ دیں اور اگر وہ روگردانی کریں تو انکو پکڑو اور جہاں کہیں انکو پاؤ مار ڈالیں سے کسی کو دوست نہ بناؤ نہ کسی کو اپنا مددگار بناؤ۔"

شاید ڈاکٹر کرل کُم نے ان آیات سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر دو یا مار ڈالو۔ لیکن اگر وہ اسکے ساتھ کی آیات کو پڑھتا تو اسکو صاف معلوم ہو جاتا۔ کہ قرآن کریم کا یہ حکم کن لوگوں کے متعلق ہے وہ مابعد کی آیتیں حسب ذیل ہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ۔ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا۔ (النساء۔ ۱۲) "سوائے اُن لوگوں کے جو اُس قوم سے جا ملتے ہیں جن کے ساتھ تمہارا عہد ہے یا وہ لوگ تمہارے پاس آتے ہیں۔ اس حال میں کہ انکے دل تمہارے خلاف یا اپنی قوم کے خلاف لڑنے سے رُکتے ہیں۔ اور اگر خدا چاہتا تو انکو تمپر مسلّط کر دیتا۔ اور وہ تمہارے خلاف لڑتے پس اگر وہ تم سے ایک طرف ہو جاویں۔ اور تمہارے خلاف نہ لڑیں۔ اور تمکو امن دیدیں تو خدا تمکو اجازت نہیں دیتا کہ ایسے لوگوں سے جنگ کرو۔"

ناظرین خوب احتیاط سے دیکھیں۔ کہ ان آیات میں کن اشخاص کو مستثنیٰ کیا گیا ہے کئی لوگ ایسے تھے جو بظاہر مسلمان ہونیکا دعویٰ کرتے تھے لیکن دراصل وہ مسلمان نہیں تھے یہ اصل میں اسلام کے دشمن تھے اور اُن لوگوں سے جو مسلمانوں کے خلاف کھلم کھلا

لڑتے تھے زیادہ خطرناک تھے۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں کے متعلق اطلاع دی کہ انکو اپنا دوست یا مددگار نہ سمجھو۔ اور یہ اسواسطے فرمایا۔ تاکہ مسلمان ایسے لوگوں کے دھوکہ میں نہ آجاویں۔ خداوند کریم ایسے لوگوں کی سچائی پرکھنے کیلئے ایک معیار بیان فرماتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دشمنانِ اسلام کا ساتھ چھوڑ دیں۔ اور مدینہ میں جاکر مسلمانوں سے ملجاویں۔ تو انکو مسلمان مانا جائے لیکن اگر وہ دشمنانِ اسلام سے ملے رہیں اور ہجرت نہ کریں تو انکو دشمن خیال کیا جائے۔ مگر اس صورت میں تین استثناء تھے پہلا استثناء یہ تھا کہ اگر وہ ایسے کافروں سے جاملیں جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ امن کا عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ تو اُن کے ساتھ جنگ نہ کیا جاوے۔ دوسرا استثناء یہ تھا کہ دشمنانِ اسلام کے ساتھ ملکر مسلمانوں سے جنگ نہ کریں۔ تیسرا استثناء یہ تھا کہ وہ الگ رہیں اور مسلمانوں سے جنگ نہ کریں اور اُن سے امن کا معاہدہ کریں۔ خدا نے ایسی تین صورتوں میں حکم دیا ہے۔ کہ نہ صرف ایسے لوگوں سے لڑائی نہ کیجائے بلکہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس امر کے شکر گذار ہوں کہ یہ لوگ اُنکے ساتھ جنگ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے اگر اصحاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے ساتھ لڑتے تھے تو اسکی صرف یہ وجہ تھی۔ کہ کافر مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے۔ اور اگر کافر ایسا نہ کرتے تو مسلمانوں کو حکم تھا کہ ہرگز اُنسے نہ لڑیں۔ بلکہ اُنکے شکر گذار رہوں۔ قرآن کریم اُنکو یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ منافقوں کے ساتھ کب لڑنا چاہیئے۔ مذکورہ بالا آیت سے مابعد کی آیت میں لکھا ہے۔ سَتَجِدُونَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ وَیَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْكُمْ وَیُلْقُوْٓا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ وَیَكُفُّوْٓا اَیْدِیَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا۔ تم اور ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو تمہاری طرف سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنے لوگوں کی طرف سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں جب کبھی وہ لڑائی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اسمیں اُلٹ جاتے ہیں۔ اگر وہ تم سے ایک طرف نہ ہوں اور نہ تم سے صلح رکھیں۔ اور نہ وہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو ایسی صورتوں میں

جہاں اُن کو پاؤ۔ اُنکو پکڑ لو۔ اور اُنکو مارو۔ انپر خدائے تعالیٰ نے تمکو کھلی دلیل دی ہے۔ کیا مسلمانوں کے واسطے ضروری نہیں تھا کہ یہ ایسے آدمیوں کے ساتھ جنگ کر کے اپنے تئیں اُنکے شر سے بچائیں۔ مَیں ڈاکٹر کرل گُم صاحب سے اِس سوال کا جواب پوچھتا ہوں۔

باقی صفحات جن کا حوالہ ڈاکٹر کرل گُم نے دیا ہے وہ مفصلہ ذیل ہیں صفحات ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۸۲، ۸۳ اور ۳۶۵۔ مَینے ان صفحات کو بغور پڑھا ہے۔ لیکن سوائے صفحہ ۸۲ کے اور کسی صفحہ پر جنگ کا ذکر نہیں صفحہ ۸۲ پر خداوند کریم یہودیوں کے متعلق یوں فرماتا ہے۔ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ۔ "جتنی دفعہ وہ لوگ (یہودی) جنگ کی آگ جلائیں گے خدا اُسکو بجھا دیگا اور وہ زمین میں شرارت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کریں گے لیکن خدا شریروں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ آیت متعلق اُن سازشوں کے ہے جو مدینہ کے یہودی مسلمانوں کے برخلاف کرتے تھے۔ اور یہودیوں کی کوشش یہ رہتی تھی کہ مسلمانوں کے خلاف بت پرست عربوں کو اُکسائیں۔ اور یہ آیت بتاتی ہے کہ خداوند کریم ایسی سازشوں کو ناکام رکھے گا اور یہودیوں کی کوششیں کامیابی کا پھل نہیں لاوینگی تاریخ ہم کو بتاتی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے زمانے کے یہودی سازشیں کیا کرتے تھے اور ایسی سازشوں میں ہمیشہ ناکام رہتے تھے۔ اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو بے گناہ لوگوں کا خون بہانیکا ہرگز حکم نہیں ہے۔ بلکہ اس آیت سے یہ صاف پتہ لگتا ہے کہ دشمنانِ اسلام مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔ اور ان سازشوں سے اُنکا مدعا یہ تھا کہ مسلمان تباہ ہو جاویں۔ مَیں تعجب کرتا ہوں کہ ڈاکٹر کرل گُم نے ان صفحات کا حوالہ کیوں دیا ہے۔ البتہ ان سب صفحات میں ایک بات ضرور درج ہے اور وہ بات ہے عیسائی عقائد کی تردید۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی غرض سے ڈاکٹر کرل گُم نے ان صفحات کا حوالہ دیا ہے۔ صفحات ۷۰ و ۷۱ میں لکھا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا اور یہ کہ عیسائیوں کے پاس اس بات کے باور کرنیکی کوئی وجہ نہیں کہ وہ صلیب پر مرا

اور صلیب پر مرنے سے اُس موت کا شکار ہوا جسکو عیسائی اور یہودی دونوں لعنتی موت مانتے ہیں۔ اہل کتاب کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ "ان میں سے کفر کرنیوالوں کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔ صفحہ ۷۲ پر کچھ عبارتیں ہیں جو کہ تثلیث کے مسئلہ کے برخلاف ہیں۔ صفحہ ۸۲ پر یہ لکھا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط۔ (المائدہ - ۱۰) "بیشک وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ تحقیق خدا مسیح ابن مریم ہے"۔ صفحہ ۸۳ پر مفصلہ ذیل آیات ہیں لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (المائدہ - ۱۰) "بیشک وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا تین میں سے تیسرا ہے خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور اگر وہ اپنے اس کہنے سے باز نہ آویں بیشک ان میں سے کفر کرنیوالوں پر ایک دردناک عذاب نازل ہوگا"۔ نیز اُس صفحہ پر یہ بھی لکھا ہے مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ (المائدہ - ۱۰) "مسیح ابن مریم صرف ایک پیغمبر ہے"۔ صفحہ ۳۶۵ پر یہ آیات ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (زخرف - ۶) "وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) صرف ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا"۔ اسی صفحہ پر عیسائیوں کے متعلق ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ٥ (زخرف - ۶) "وائے ہے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا دردِ دینے والے دن کے عذاب سے"۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر کرل کُم کا مدعا ان صفحات کا حوالہ دینے سے یہ ہے کہ عیسائی بھی قرآن کریم میں کافر قرار دیئے گئے ہیں اور اسواسطے کفّار کے خلاف جنگ کرنیکے متعلق جو آیات ہیں وہ عیسائیوں پر بھی عاید ہو سکتی ہیں بیشک یہ آیتیں عیسائیوں پر عائد ہوتیں اگر ان آیتوں کا مدعا یہ ہوتا کہ مسلمان تمام کافروں سے لڑیں چاہے وہ کافر کہیں ہوں اور کون ہوں لیکن میں پہلے بتا چکا ہوں کہ جنگ کی اجازت تمام منکران اسلام کے خلاف نہیں تھی بلکہ صرف ایسے ہی لوگوں کے خلاف جنگ کرنیکی اجازت تھی جو

مسلمانوں سے پہلے لڑتے تھے اور اس جنگ سے اُن کا مدعا یہ ہوتا تھا کہ یا تو مسلمانوں کو تباہ کردیں یا اُنکو مذہب اسلام چھوڑنے پر مجبور کریں سو اگر ڈاکٹر کرل کُم مسلمانوں کے خلاف اس نیت سے جنگ کرے کہ یا اُنکو تباہ کردے یا اُنکو مذہب عیسائی کے قبول کرنے پر مجبور کرے تو ایسی صورت میں بیشک مسلمانوں کو بموجب قرآن اجازت ہے کہ وہ لڑائی کریں لیکن اگر ڈاکٹر کرل کم مسلمانوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دے تو پھر بموجب قرآن کریم مسلمانوں کو اُسکے ساتھ لڑنے کی اجازت نہیں اور اگر وہ ایسی صورت میں لڑیں تو انہوں نے خدا کی مقرر کی ہوئی حد کو توڑ دیا اور وہ اپنی شرارت کے واسطے ضرور خدا کے ہاں سے سزا پائیں گے یہ بھی یہاں ذکر کردینا ضروری ہے کہ لفظ کافر کے لُغوی معنے ہیں انکار کرنیوالا یا ناشکرگذار قرآن کریم میں یہ لفظ اُن لوگوں کے واسطے بولا گیا ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاوی پر انکار کرتے تھے یا خدا کو ایسا خدا ماننے سے انکار کرتے تھے جیسا خدا کہ قرآن کریم نے پیش کیا ہے کافر کے لفظ کے مقابلہ میں مومن کا لفظ ہے .. .. اور مومن .... کے معنے ہیں ماننے والا اسواسطے کافر کے معنے ہیں نہ ماننے والا۔ لفظ کافر کبھی گالی کے طور استعمال نہیں کیا گیا اور اسی واسطے عرب کے بُت پرستوں نے کبھی اس لفظ کو بُرا نہیں مانا وجہ یہ تھی کہ وہ خود جانتے تھے کہ ہم کافر یعنی انکار کرنیوالے ہیں۔ اگر ڈاکٹر کرل کُم کو بُرا لگتا ہے کہ لفظ کافر مسیحی صاحبان کے متعلق کیوں استعمال کیا گیا تو اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ عربی نہیں جانتا۔

ہم نے تمام اُن صفحات پر غور کیا ہے جنکا حوالہ ڈاکٹر کرل کُم نے اپنے پیغام میں دیا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ اور بھی ایسی آیتیں ہیں جن میں یہ لکھا ہے کہ کافروں کو بلا تامل قتل کر ڈالو یا اُنکو غلام بنالو۔ اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی چند اور آیتوں پر غور کیا جاوے اور یہ ثابت کیا جائے گا کہ اُن آیات کی تعلیم بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ اُن آیات کی ہے جنپر ہمنے پہلے بحث کی ہے ہم پہلے وہ آیت لکھتے ہیں جسکے رو سے مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے خلاف جنگ کرنیکے واسطے پہلے پہل اجازت ملی تھی اُس آیت کے الفاظ یہ ہیں اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ - الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ
اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط - "ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت ہے جنکے خلاف لوگ لڑتے
ہیں یہ اجازت اسلیئے دی گئی ہے کہ وہ مظلوم ہیں اور تحقیق خدا مدد دینے پر قادر ہے
ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت ہے جو اپنے گھروں سے ناجائز طور پر نکالے گئے صرف
اسلیئے کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہمارا مالک خدا ہے" - یہ آیت ایسی صاف ہے کہ اسکی تشریح
کی ضرورت نہیں ہے اگر ڈاکٹر کرل کم اس آیت کو غور سے پڑھتا تو اسکو معلوم ہو جاتا
کہ مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت دی گئی مگر صرف اس صورت میں کہ جب پہلے اور لوگوں
نے انکے خلاف لڑائی کی اور جب انکو ناجائز طور پر گھروں سے نکالا گیا صرف اس لیئے
کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا مالک خدا ہے۔

اس آیت کے مابعد کی آیت میں ایک ایسی تعلیم ہے جو ناظرین کسی اور الہامی کتاب
میں نہیں پائیں گے۔ یہ تعلیم ہے نہایت اعلیٰ درجہ کی مذہبی بردباری اور مذہبی آزادی
کی اُس آیت کے الفاظ یہ ہیں وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ
صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا۔
اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹواتا رہتا تو درویشوں کی خانقاہیں اور
گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت سے
خدا کا نام لیا جاتا ہے مسمار کر دیئے جاتے. کیا ڈاکٹر کرل کم بائیبل (عہد نامہ جدید
و عتیق) میں سے کوئی ایسی آیت نکال سکتا ہے جسکی تعلیم ایسی ہو جو اس آیت میں
دی گئی ہے اور باوجود ایسی آیت کے موجود ہونیکے ڈاکٹر مذکور قرآن کریم پر یہ الزام لگاتا
ہے کہ اس میں مذہبی جنون کی تعلیم ہے اس آیت میں یہ تعلیم ہے کہ تمام مذاہب کے
عبادت خانوں کی حفاظت کرنی چاہیئے اور تمام لوگوں کو مذہبی رسوم ادا کرنے میں
پوری آزادی ہونی چاہیئے اور جہاں ایسی آزادی نہیں ہے تو خون بہا کر بھی ایسی
آزادی کو حاصل کرنا چاہیئے۔ جب نجران کے ایک عیسائیوں کی جماعت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے واسطے مدینہ میں آئی تو پیغمبر خدا صلعم نے انکو اجازت

دی کہ وہ آپ کی مسجد مبارک کو اتوار کی عبادت کے واسطے بطور گرجا کے استعمال کریں۔
جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی یروشلم یعنی بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ وہ عیسائی گرجا میں نماز پڑھیں آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو آیندہ نسلیں اس گرجا کو مسجد بنا لیں گے۔

ناظرین! مفصلہ ذیل احکامات کو ضرور غور سے دیکھیئے یہ وہ احکامات ہیں جن کو عیسائی واعظ جنگ کے متعلق قرآنی آیات کا ذکر کرتے ہوئے دبا جاتے ہیں۔

(۱) لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ - ۳۳) "دین میں کوئی جبر نہیں"۔

(۲) وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (کہف ۴)
کہو یہ خدا کی طرف سے حق بات ہے جو چاہے اسکو مانے جو چاہے نہ مانے۔

(۳) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْہِمْ بِجَبَّارٍ (ق - ۳) اے پیغمبر ہم جانتے ہیں کہ وہ تمہاری نسبت کیا کہتے ہیں اور تمہارا یہ کام نہیں ہے کہ تم ان پر جبر کرو۔

(۴) اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَہُمْ وَہَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَہُمْ بَدَءُوْکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ اَتَخْشَوْنَہُمْ فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (توبہ ۲) کیا تم ایسے لوگوں سے لڑائی نہیں کرو گے جنہوں نے اپنا عہد و پیمان توڑ دیا ہے اور رسول کے جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا اور لڑائی میں ابتدار بھی اول انہوں نے کی کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو پس اگر تم ایمان رکھتے ہو تو انسے بڑھکر خدا حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

(۵) وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ہٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَہْلُہَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا (نساء - ۱۰) تم کو کیا ہو گیا کہ اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیئے نہیں لڑتے۔ جو دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی یعنی مکہ سے نجات دے جہاں کے رہنے والے

ہم پر ظلم کرتے ہیں اور خود ہی اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور خود اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔

(۶) قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْ لَھُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ۔ (انفال - ۵) کافروں سے کہو کہ اگر اب بھی شرارتوں سے باز آجاویں تو انکے پچھلے قصور معاف کردیئے جاویں گے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کافر لڑائی کرنے سے باز آجاویں گے تو مسلمان بھی لڑائی سے باز آجاویں گے اور جو بے انتہا تکالیف کافروں کی طرف سے مسلمانوں کو پہنچی ہیں وہ بھی انکو معاف کیجاویں گی۔

(۷) وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰہُ ✤ (انفال ۹) اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا۔ کہ جب کبھی دشمن صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی صلح کی طرف جھکیں۔ اور یہ خیال کہ دشمن دھوکہ دینے کی خاطر صلح کر رہا ہے۔ صلح کے عہد و پیمان کرنے سے رو گنے کا موجب نہ ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی غرض لڑائی کرنے سے یہ تھی۔ کہ وہ مومنین کو ظلم سے بچائیں۔ اور امن قائم کردیں۔

(۸) وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَھْدِھِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ - (توبہ - ۲) اگر یہ عہد کرکے پیچھے اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں۔ اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں۔ تو کفر کے پیشواؤں کی قسمیں کچھ بھی نہیں ان سے بے تامل لڑیں۔ تاکہ یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز آجائیں۔ اس آیت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا کا مدعا کفار کے پیشواؤں سے لڑنے کا یہ تھا۔ کہ دشمن لڑائی کرنے سے رک جاویں۔

(۹) وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ (توبہ رکوع ۱) اور اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تیری پناہ مانگے تو تو اسکو پناہ دے یہانتک کہ وہ خدا کی کلام کو

✤ (ترجمہ) اگر مخالف صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک۔ اور اللہ تعالی پر توکل کر وہ سننے والا ہے اور جانتا ہے اور اگر وہ تجھے دھوکہ دینا چاہیں گے تو اللہ تعالی تیرے لیئے کافی ہے۔

سُن لے۔ پھر اُسکو امن کی جگہ پہنچا دو یہ اسلیئے ہے کہ وہ نادان قوم ہے۔ لیکن ڈاکٹر ہم کو ریوٹر کے ذریعہ سے اطلاع دیتا ہے کہ قرآن اپنے پیرؤوں کو ہر ایک کافر کو جو اُنکی ہاتھ میں آجاوے مارنے یا غلام بنانیکا حکم دیتا ہے۔

(۱) لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (الممتحنہ - ۸) جو لوگ تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے۔ اور اُنہوں نے تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اُن کے ساتھ احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے خدائے تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

مَیں یقین کرتا ہوں کہ ڈاکٹر کرل گُم کو اب بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن کریم میں ہر ایک کافر کے قتل کرنے یا غلام بنانیکا حکم نہیں ہے۔ خداوند کریم یہ فرماتا ہے کہ وہ اُن مسلمانوں سے محبت کریگا جو کافروں کے ساتھ انصاف سے برتیں۔ خواہ وہ کافر عیسائی ہوں۔ مسلمانوں کو صرف ایسی صورت میں لڑنے کی اجازت ہے جبکہ کافر اُنکے ساتھ پہلے پہل لڑیں۔ مسلمانوں کو یہ ہرگز حکم نہیں ہے کہ وہ کافروں سے اُسوقت لڑائی کریں جبکہ وہ اُنپر حملہ آور ہوں اسی طرح سے مسلمانوں کو یہ حکم بھی ہے کہ جب دوسرے مسلمان اُنکے خلاف جنگ کریں تو مسلمان بھی ایسے مسلمانوں کے خلاف ضرور جنگ کریں۔ جبکہ ڈاکٹر کرل گُم نے قرآن کا بخوبی مطالعہ کیا ہے تو اُسنے مفصلہ ذیل آیتیں ضرور پڑھی ہونگی۔ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ۔ (الحجرات - ۹) اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپسمیں لڑ پڑیں تو اُنمیں صلح کرا دو۔ پھر اگر اُنمیں ایک فرقہ دوسرے پر زیادتی کرے تو جو زیادتی کرتا ہے تم بھی اُس سے لڑو یہانتک کہ وہ خدائے تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ اب ایسی آیت کی موجودگی میں ڈاکٹر کرل گُم کو شکایت کرنیکی کوئی وجہ نہیں کیونکہ قرآن کریم

صرف اسواسطے لڑیں کہ وہ منکر اسلام ہیں جس طرح کہ مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ منکرین اسلام سے

جیسا کافروں کے خلاف لڑائی کرنیکا حکم دیتا ہے۔ جبکہ کافر مسلمانوں پر پہلے حملہ کریں۔ ویسے ہی مسلمانوں کے خلاف بھی لڑائی کرنیکا حکم دیتا ہے جب مسلمان دوسرے مسلمانوں سے لڑیں۔ دونوں صورتوں میں مدعا ایک ہی ہے یعنی یہ کہ کمزوروں کو ظالم لوگوں کے مظالم سے بچایا جاوے۔

ایک اور جگہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا (النساء - ۱۰) اور مسلمانو! تم کو کیا ہوگیا۔ کہ اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کیلئے نہیں لڑتے جو دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نجات دے۔ جہاں کے رہنے والے ہم پر ظلم کر رہے ہیں۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔

الغرض قرآن شریف کی تعلیم پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام کافروں کو بلاتمیز مارڈالنے یا اُنکو غلام بنانیکا حکم نہیں دیتا اور اس خیال کی تائید جو ڈاکٹر کرل گم نے ظاہر کیا ہے قرآن کریم سے نہیں ہوتی۔ بلکہ قرآن کریم کی تعلیم تو یہ ہے کہ صرف اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں لیکن لڑائی کے وقت حدِّ اعتدال سے مت بڑھو۔ اور تمھاری لڑائیوں کا مدعا یہ ہو کہ امن قائم ہو جاوے۔

اگر ڈاکٹر کرل گم کے پاس قرآن شریف کا ترجمہ سیل صاحب کا تھا تو ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے پاس ایک بائیبل بھی ہوگی۔ کیونکہ ایک سرگرم مسیحی بائیبل کے بغیر سفر پر نہیں جا سکتا۔ بہتر ہوتا کہ ڈاکٹر کرل گم بائیبل کا بھی غور سے مطالعہ کرتا۔ اور بائیبل کے خدا کے احکامات کا قرآن شریف کے احکامات سے مقابلہ کرتا۔ لیکن اگر ڈاکٹر مذکور نے ایسا نہیں کیا تو ہم اُس کی جگہ یہ کام کرتے ہیں۔

ناظرین! آپنے جنگ کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم تو پڑھی ہے۔ اب میں آپکے سامنے

بائیبل کی جنگی تعلیم کو پیش کرتا ہوں۔

(۱) "پھر خداوند نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اہل مدیان سے بنی اسرائیل کا انتقام لیں اور تُو بعد اسکے اپنے لوگوں سے مل جائیگا.... موسیٰ نے انکو لڑائی پر بھیجا ایک ایک فرقے کے پیچھے ایک ہزار.... بھیجا - اور انہوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی جیسا کہ خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا - اور سارے مردوں کو قتل کیا - اور انہوں نے ان مقتولوں کے سوا مدیان کے پانچ بادشاہوں کو جان سے مارا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا - اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور انکے بچوں کو اسیر کیا اور انکے مواشی اور بھیڑ بکری اور مال و اسباب سب کچھ لُوٹ لیا اور انکے سارے شہروں کو جنمیں وے رہتے تھے اور انکے سب قلعوں کو پھونک دیا - اور انہوں نے ساری غنیمت اور سارے اسیر انسان اور حیوان لیئے - اور وے قیدی اور غنیمت اور لُوٹ موسیٰ اور الیعزر کاہن اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس خیمہ گاہ میں موآب کے میدانوں میں لائے - تب موسیٰ اور الیعزر کاہن اور جماعت کے ساری انکے استقبال کے لیئے خیمہ گاہ سے باہر گئے - اور موسیٰ لشکر کے رئیسوں پر اور انپر جو ہزاروں کے سردار تھے اور انپر جو سینکڑوں کے سردار تھے جو جنگ کر کے پھرے غصے ہوا - اور انکو کہا کہ کیا تم نے سب عورتوں کو جیتا رکھا - دیکھو یہ بلعام کے کہنے سے فعوز کی بابت خداوند کے آگے اسرائیل کے گنہگار ہونیکا باعث ہوئیں - چنانچہ خداوند کی جماعت میں وبا آئی - سو تم ان بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف تھی جان سے مارو لیکن وے لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں اُنکو اپنے لیئے زندہ رکھو۔" گنتی باب ۳۱ آیت ۱ - ۱۸

(ب) اور خداوند نے موآب کے میدانوں میں یردن کے کنارے یریحو کے مقابل موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو خطاب کر اور انہیں کہہ جب تم یردن سے پار ہو کے زمین کنعان میں داخل ہو - تو تم ان سب کو جو اس زمین کے باشندے ہیں اپنے سامنے سے بھگاؤ اور انکے ڈھالے ہوئے بتوں کو نابود کر دو اور انکے

سب اونچے مکانوں کو ڈھا دو اور انکو جو اس زمین کے بسنے والے ہیں خارج کر دو اور وہاں آپ بسو۔ کیونکہ میں نے وہ سرزمین تمھیں دی ہے کہ اسکے مالک بنو..... پر اگر تم اس زمین کے باشندوں کو اپنے آگے سے دفع نہ کرو گے تو یوں ہوگا کہ وے جنہیں تم باقی رہنے دو گے تمھاری آنکھوں میں خار ہونگے۔ اور کانٹوں کی مانند تمھارے پہلوؤں میں چبھینگے اور اس زمین میں جہاں تم بسو گے تمکو دق کرینگے۔" گنتی باب ۳۳ آیت ۵۰-۵۵

(ج) "چنانچہ خداوند ہمارے خدا نے بشن کے بادشاہ عوج کو بھی اسکی ساری قوم سمیت ہمارے قابو میں کر دیا۔ اور ہم نے انہیں یہاں تک مارا کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا اور ہم نے اسی وقت اسکے سب شہر لیئے وہاں ایک شہر بھی نہ رہا جو ہم نے ان سے نہ لیا۔" باب استثنا آیت ۳-۴-

(د) "اور ہم نے اسی وقت اسکے سارے شہروں کو لے لیا اور عورتوں اور بچوں کو ہر ایک شہر میں حرم کیا اور کسی کو باقی نہ چھوڑا۔" استثنا۔ آیت ۳۴-

(ھ) "تم ان سب جگہوں کو جہاں ان قوموں نے جنکے تم وارث ہو گے اپنے معبودوں کی بندگی کی ہے اونچے پہاڑوں پر اور ٹیلوں پر اور ہر ایک ہرے درخت تلے نیست و نابود کر دیجیو۔" استثنا باب ۱۲ آیت ۲-

(و) "اور جبکہ خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کرے تو تو انہیں ماریو اور حرم کیجیو نہ تو ان سے کوئی عہد کریو۔ اور نہ انپر رحم کریو نہ ان سے بیاہ کرنا اسکے بیٹے کو اپنی بیٹی نہ دینا نہ اپنے بیٹے کے لیئے اسکی کوئی بیٹی لینا۔" باب ۷ استثنا آیت ۲-

(ز) "اور انہوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل کیا بھیڑ اور گدھا سب کو ایک لخت تہ تیغ کر کے حرم کیا۔" یشوع باب ۶ آیت ۲۱-

(ح) "پھر انہوں نے اس شہر کو اس سب سمیت جو اسمیں تھا پھونک دیا۔ مگر روپا اور سونا اور پیتل اور لوہے کے ظروف خداوند کے خزانے میں داخل کیئے گئے۔" یشوع باب ۶ آیت ۲۴-

(ط) "اور ایسا ہوگا کہ جس کسی کے پاس حرم چیز پائی جائے وہ اس سب سمیت

جو اسکا ہے آگ میں جلا دیا جائیگا“ یوشع باب ۷ آیت ۱۵۔

(ی) ”اور یوشع نے کہا کہ تو نے ہمکو کیوں دُکھ دیا خداوند آج کے دن تجھکو دُکھ دیگا تب سارے اسرائیل نے اسپر پتھراؤ کیا اور انہیں سنگسار کرنیکے بعد آگ سے جلایا پھر انہوں نے اسکے اوپر پتھروں کا بڑا تودہ کیا جو آجتک ہے“ یوشع باب ۷ آیت ۲۵۔

(ک) ”اور ایسا ہوا کہ جب اسرائیل میدان میں اس بیابان کے درمیان جہاں انکا پیچھا کیا عے کے لوگوں کو قتل کر چکے اور جب وے سب تہ تیغ ہوئے یہانتک کہ بالکل کھپ گئے تو سارے بنی اسرائیل عے کو پھرے اور اسے تلوار کی دھار سے مارا چنانچہ وے جو اُس دن مارے گئے مرد اور عورت بارہ ہزار تھے یعنی عے کے سب لوگ۔ کیونکہ یشوع نے اپنا ہاتھ جس سے بھالا اُٹھایا جبتک کہ عے کے سارے رہنے والوں کو حرم نہ کر دیا تھا پھر نہ کھینچا...... اور یشوع نے عے کو جلا کر ہمیشہ کے لیئے راکھ کا تودہ کر دیا۔ سو وہ آج کے دن تک خرابہ ہے اور اسنے عے کے بادشاہ کو پھانسی دیکے شام تک درخت پر لٹکا رکھا“ یشوع باب ۸ آیت ۲۴۔ ۲۹۔

(ل) ”سو یوشع نے کوہستان کی ساری سرزمین اور دکھن کی اور نشیب اور چشموں کی ساری سرزمین کو تہ تیغ کیا۔ اور وہاں کے بادشاہوں کو فنا کیا ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑا بلکہ وہاں کے ہر ایک دم لینے والے کو حرم کر دیا جیسا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے حکم کیا تھا“ یشوع باب ۱۰ آیت ۴۰۔

(م) ”اور سیسرا پیدل بھاگ کے حبر قینی کی جورو یاعیل کے خیمے پر گیا..... تب یاعیل سیسرا سے ملنے کو نکلی اور اسے کہا اے میرے خداوند آئیے میرے یہاں آئیے اور مت ڈریئے جبکہ وہ اسکے پاس خیمے میں گیا تو اس نے اسے کمّل اُڑھایا...... تب حبر کی جورو یاعیل نے خیمے کی ایک میخ اُٹھائی اور ایک مینچو کو ہاتھ میں لیا اور دبے پاؤں اسکے پاس جاکے اور میخ اسکی کنپٹی پر دھر کے ایسی گاڑی کہ زمین میں جا دھنسی کیونکہ وہ بھاری خواب میں تھا اور ماندہ ہو گیا تھا سو وہ مر گیا“ قاضیون باب ۴ آیت ۱۷۔ ۲۱۔ ”حبر قینی کی جورو یاعیل سب عورتوں

سے مبارک ہو وہ ان عورتوں سے جو خیموں میں ہیں مبارک ہو" قاضیون باب ۵ آیت ۲۴ -

(ن) "کیا انہوں نے کچھ نہیں پایا اور لوٹ نہیں بانٹی ہر ایک پہلوان کو ایک ایک یا دو دو کنواریاں" قاضیون باب ۵ آیت ۳۰ -

(س) "تب ان سب لوگوں میں سے ہر ایک نے ایک ڈالی کاٹ لی اور ابیملک کے پیچھے ہو لیئے اور انہیں برج پر ڈالکے انہیں آگ لگا دی چنانچہ سکم کے برج میں جتنے لوگ تھے جل مرے سب مرد اور عورتیں قریب ایک ہزار کے تھیں" قاضیون باب ۹ آیت ۴۹ -

(ع) "اور اس (داؤد) نے وہاں کے بادشاہ کا تاج اس بادشاہ کے سر پر سے اس جواہر سمیت جو اس میں جڑے تھے لے لیا اور اسکا سونا وزن میں ایک قنطار تھا سو وہ داؤد کے سر پر رکھا گیا ...... اور اس شہر سے لوٹ کا بہت سامان نکلا اور اس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے باہر نکال کے آروں اور لوہے کے داؤنے کی گاڑیوں اور لوہے کے کلہاڑوں کے نیچے کیا اور انہیں اینٹوں کے جلتے پزاوے کے درمیان سے چلایا اور اسنے بنی عموں کے سارے شہروں سے یہ کچھ کیا" سموائیل باب ۲ آیت ۳۰ - ۳۱ - تواریخ باب ۲۰ آیت ۲ - ۳ -

(ف) سو یاہو نے ان سب کو جو اخی اب کے گھرانے سے یزرعیل میں بچ رہے تھے اور اس کے سارے امیروں اور اسکے سارے رشتہ داروں اور اس کے خادموں کو قتل کیا یہانتک کہ اسکے لیئے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا" ۲ سلاطین باب ۱۰ آیت ۱۱ -

(ص) "تب مناحم نے تفسح کو ان سب سمیت جو اس میں تھے ترضہ سے لیکے اسکی سرحدوں تک جا مارا اس نے اسکو اسواسطے مارا کہ انہوں نے اسکے لیئے دروازے کھول نہ دیئے اور اُس نے ان سبکے جو پیٹ والیاں تھیں پیٹ پھاڑ ڈالے" ۲ سلاطین باب ۱۵ آیت ۱۶ -

(ق) "اور جب یوسیاہ نے منہ پھیرا اسنے پہاڑ پر قبریں دیکھیں تو اس نے لوگ بھیج کے ان قبروں میں کی ہڈیاں نکلوائیں اور مذبح پر جلائیں اور انپر نجاست ڈالی خداوند کے کلام کے مطابق جسے مرد خدا نے پکار کے کہا تھا جس نے ان باتوں کی منادی کی تھی" ۲ سلاطین باب ۲۳ آیت ۱۶۔

اس قسم کی لڑائیاں تھیں جو اسرائیلی بادشاہ اور نبی خداوند کے حکم کے مطابق لڑتے رہے۔ گھروں کو تہ و بالا کرنا شہروں کے شہر جلا دینا باغوں اور سبز درختوں کو جلا کر راکھ کر دینا تمام جانداروں کو فنا کرنا مرد و زن اور بچوں بلکہ بیل بھیڑوں اور گدھوں کو قتل کرنا سروں میں میخیں ٹھونکنا مردوں کو آروں سے چیرنا لوہے کے داؤنے کی گاڑیوں کو اور لوہے کے کلہاڑوں کے نیچے کرنا۔ برجوں میں آدمیوں کو جلانا حاملہ عورتوں کے پیٹ چیرنا اور مُردوں کی ہڈیاں نکالکر جلانا یہ سب کچھ کیا گیا اور سب سے بڑھ کر خداوند کا حکم تھا کہ کسی سے کوئی عہد نامہ نہ کیا جاوے اور کسی پر رحم نہ کیا جاوے۔ یہ سب کچھ خدا کی مرضی کے عین مطابق داؤد یوشع اور موسیٰ جیسے بزرگوں سے وقوع میں آیا موسیٰ کی بابت خدا کہتا ہے "اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خداوند آمنے سامنے آشنائی کرتا" استثنا باب ۳۴ آیت ۱۰۔ موسیٰ کو خدا کا برگزیدہ بھی کہا گیا ہے۔ داؤد کی بابت یہ کہا گیا ہے "داؤد جس نے میرے حکموں کو حفظ کیا اور اپنے سارے دل میں میری پیروی کی تاکہ فقط وہی کرے جو میری نگاہ میں اچھا تھا" ۱ سلاطین باب ۱۴ آیت ۸۔ پھر لکھا ہے کہ "داؤد نے وہی کیا جو خداوند کی نگاہ میں اچھا تھا" ۱ سلاطین باب ۱۵ آیت ۵۔ بائیبل کہتی ہے کہ "نون کا بیٹا یوشع دانائی کی روح سے معمور ہوا" استثنا باب ۳۴ آیت ۹۔

اب اس شخص کو جو بائیبل کو کلام الٰہی یقین کرتا ہے قرآن شریف پر حملہ کرنے سے شرم کرنی چاہیئے۔ جنگ کے متعلق قرآن شریف نے جو ہدایات دی ہیں وہ ایسی ہیں جو مہذب سے مہذب اقوام کے لئے دستور العمل ہونی چاہیئے اب میں الٹر

کرل کُم سے چاہتا ہوں کہ وہ بائیبل کی تعلیم اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ اور حضرت
یوشع جیسے عظیم الشان انسانوں کے عملدرآمد کا جو عین خداوند کے حکم کے مطابق تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس رحیمانہ حکم کے ساتھ مقابلہ کریں جو آپنے مؤتہ کی طرف جانیوالے
لشکر کو دیا آپنے فرمایا اوصیکم بتقوی اللہ وبمن معکم من المسلمین خیرا
اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہ من کفر باللہ لا تغدروا ولا تغلوا ولا
تقتلوا ولیدًا ولا امراۃً ولا کبیرًا فانیًا ولا منعزلًا بصومعۃ ولا
تقربوا نخلًا ولا تقطعوا شجرًا ولا تھدموا بناء (زرقانی شرح مواہب
قسطلانی جلد دوم صفحہ ۳۲۲) یعنی مَیں تمکو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور جو مسلمان تمہارے
ساتھ ہیں ان سے نیک سلوک کرنیکی وصیت کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ اپنے جنگ کو
شروع کرو اور صرف خدا کے لیئے کفار سے (یعنی شرجبیل اور اسکے مددگاروں سے جنہوں نے
ایک مسلمان سفیر کو قتل کر کے خود جنگ کی بنا ڈالی) لڑو مگر فریب اور خیانت سے اجتناب کرو
بچّوں عورتوں بوڑھوں اور درویشوں کو ہرگز قتل نہ کرو کھجوروں کے قریب مت جاؤ
کسی درخت کو مت کاٹو اور نہ کسی مکان کو گراؤ۔ نیز ڈاکٹر موصوف
کو چاہیئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے خلیفہ یوشع بن نون کی لڑائیوں کا آنحضرت صلعم
کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ کے انصاف اور اعتدال کے اصولوں کے ساتھ مقابلہ کریں۔
آپنے شام کی طرف لشکر بھیجتے ہوئے فرمایا۔ انصاف کرو۔ اپنے عہد کو نہ توڑو کسی کو مثلہ
نہ کرو بچّوں بوڑھوں اور عورتوں کو نہ مارو۔ کھجوروں کو نقصان نہ پہنچاؤ اور نہ آگ سے
جلاؤ۔ کسی پھلدار درخت کو نہ کاٹو۔ بھیڑوں بکریوں گایوں اور اونٹوں کو بغیر ضرورت
کے ذبح نہ کرو تمھیں ایسے لوگ بھی ملیں گے جو خانقاہوں میں رہتے ہیں۔ انسے
کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرو۔ انکے پکے ہوئے کھانوں کو خدا کا نام لیکر کھاؤ خدا کا نام لے کر
آگے بڑھو۔ وہ لڑائی میں اللہ و بلا سے تمھاری حفاظت کرے۔ (پریچنگ آف اسلام
مصنفہ ٹی ڈبلیو آرنلڈ صفحہ ۵۰)

جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ڈاکٹر کرل کُم کی غلط بیانیوں کو کھولنے کے لیئے کافی ہے

اب ریوٹر ایجنسی کا فرض ہے کہ جس طرح انہوں نے ڈاکٹر موصوف کے اعتراضات کو کُل اخبارات میں شائع کیا ہے۔ ایسا ہی وہ اس جواب کے خلاصہ کو شائع کریں۔

واقعہ صلیب کے متعلق ایک محقق امریکن کی رائے

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیحؑ کے واقعہ صلیب پر ہمارے بیانات سے ناظرین بخوبی واقف ہیں۔ ہم ذیل میں ایک نیویارک کے ہفتہ وار اخبار سے ایک صاحب مسٹر جارج لنؤ کے مضمون کو نقل کرتے ہیں صاحب موصوف کی رائے صلیب کے واقعہ کے متعلق بالکل اُس حقیقت کے مطابق ہے جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔ آپ لکھتے ہیں "چار انجیلوں کے بیان کے مطابق تمام مسیحی کامل ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح ہفتے کے چھٹے دن دو مجرموں کے درمیان صلیب دیا گیا تھا جو واقعہ اناجیل میں بیان کیا گیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ پلاطوس نے موت کے وارنٹ پر اپنی مرضی کے برخلاف دستخط کیئے اور اُسکی بیوی نے بھی بہت زور لگایا کہ وہ ایسا نہ کرے۔ ... ... مگر جب یہودیوں نے اُسے ایسی دھمکی دی جس میں اُسکے معزول ہونیکا خوف پایا جاتا تھا۔ تو اس عام شور و غل سے گورنر نے متاثر ہو کر مسیح کا صلیب پر چڑھانا منظور کر لیا۔ .. ..

.... صلیب سے ایک آہستہ موت واقع ہوتی تھی۔ مصلوب عموماً دو یا تین اور بعض دفعہ چار دن تک اپنی موت کے واقع ہونے سے پیشتر تکلیف اُٹھاتا تھا مگر مسیح کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ بالکل تھوڑے وقت میں صلیب پر مر گیا۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُسکے گرفتار ہونیکے بعد اسکے تمام حواری اسکو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسلیئے ان لوگوں کا بیان صلیب کے واقعہ کے متعلق معتبر نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ یہودیوں نے صلیبوں سے لاشیں اُتارنیکے لیئے پلاطوس کو کہا تا کہ دوسرے دن یعنی سبت کی بے حرمتی نہ ہو۔ یہ بات بالکل قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ پلاطوس اور اسکی نرم مزاج بیوی نے مسیح کو موت کے پنجے سے چھڑانیکے لیئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سپاہیوں نے دوسرے

دو چوروں کو جلد مارنے کی خاطر انکی ہڈیاں توڑ ڈالی تھیں تاکہ انکی لاشیں بغیر کسی توقف کے دفن کی جائیں مگر مورخ بیان کرتا ہے کہ یسوع کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ اسکی کیا وجہ تھی۔ صریحاً اسکی وجہ یہ تھی کہ پلاطوس نے انکو ہدایت کی تھی کہ حتی الوسع اس بیگناہ شخص کو موت سے بچانیکی کوشش کیجائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسکو ایک برچھے سے چھید اگیا مگر ہم یقین رکھتے ہیں کہ انجیل نویس کا اس سے مدعا تھا کہ وہ کسی طرح عبرانی کتب مقدسہ کی ذکر کی ہوئی علامات کو یسوع پر چسپاں کرے۔ مگر افسوس کہ زخم کی گہرائی کی بابت کچھ نہیں بیان کیا گیا۔ اسکا جسم ایک مقبرہ میں رکھا گیا۔ اور ایک پہرہ بھی اس قبر پر حفاظت کے لیئے متعین کیا گیا یہ سپاہی پلاطوس کے ماتحت اور تنخواہ دار ملازم تھے مانا کہ وہ گورنر کمزور اور خود غرض تھا مگر وہ رحم دل بھی تھا۔ اب اسکے لیئے کونسی راہ قدرتی طور پر اس کام کی انجام دہی کے لیئے مناسب تھی۔ یہ بالکل اغلب معلوم ہوتا ہے کہ جب رات شروع ہوئی تو اُسنے اپنے ڈاکٹر کو اس قبر پر بھیجا ہوگا اور ایک حکمنامہ بھی پہرہ داروں کے افسر کے نام بھیجا ہوگا کہ وہ اسکو اندر داخل ہونیکی اجازت دے تاکہ وہ مسیح کا مناسب علاج کرکے اُسکو ہوش میں لائے اور سب کے لیئے یہ تاکید ی حکم دیا ہوگا کہ ساری کارروائی خفیہ طور پر کی جاوے۔ کوئی ظالم یہودی وہاں اِدھر اُدھر نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ سبت شام سے شروع ہوگیا تھا اور چونکہ وہ ایک خاصکر متبرک دن تھا اس لیئے کوئی بھی قبر کے نزدیک رہ کر اپنے آپ کو ناپاک نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ مذہبی رسومات میں شمولیت سے محروم رہتے۔ انجیل کی کہانی کی تمام تفصیل اس بیان کے مطابق ہے۔ سپاہیوں کو پہرہ کے وقت سو جانے پر بھی سزا نہ دی گئی۔ یسوع صلیبی واقعہ کے بعد بہت دن زندہ اور اسی جسمانی حالت میں رہا۔ کیونکہ اُس نے جھیل گلیل کے کنارے بُھنی ہوئی مچھلی کا ٹکڑا اور شہد کھایا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا جسم باقی انسانوں کے جسم کی طرح تھا۔ اُسکو کوئی نیا جسم عطا نہیں ہوا تھا۔ پھر یہ بیان کہ اسنے اپنی باقی زندگی لوگوں سے علیحدہ ہوکر بسر کی۔ اس خیال کے عین مطابق ہے کہ پلاطوس اس معاملہ کو بادشاہ سے مخفی رکھنے کے لیئے بہت فکرمند تھا اسلیئے اسنے مسیح کو علیحدگی

ہیں رہنے کیلئے تاکید کی ہوگی۔

پولوس بیان کرتا ہے کہ جب وہ دمشق کی طرف جارہا تھا تو راستے میں مسیح اُسپر ظاہر ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جوچیز اُسوقت پولوس پر ظاہر ہوئی اور جس نے پولوس کو کہا کہ تم کب تک میرے شاگردوں کو ستاؤ گے وہ کوئی روح نہ تھی بلکہ مسیح بذاتِ خود اپنے جسمانی وجود میں پولوس سے ملاقی ہوئے اور اگر پولوس نے غلطی سے اُنکو روح سمجھا تو وہ ایسا سمجھنے میں بالکل معذور تھا۔

اگر خود مسیح کا بھی ایک عرصہ تک یہی خیال رہا کہ مَیں مرکر جی اُٹھا ہوں تو بھی کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ کیونکہ صلیب کے دردناک عذاب نے ضرور اُسکے دل پر اثر کیا ہوگا اور اگر اُس نے اپنے شاگردوں کے پاس یہ بیان کیا کہ مَیں مرکر پھر زندہ کیا گیا ہوں تو اُسکا یہ بیان ہمارے اصول کے ہرگز مخالف نہیں ہوسکتا۔

میری یہ رائے ہے کہ مسیح حقیقی طور پر مرا نہیں تھا بلکہ اُسکی حالت ایک معلق زندگی کیحالت تھی مگر ابھی اُسکی روح نے پرواز نہیں کی تھی۔ اور پلاطوس کے معتبر خدام کی مدد سے وہ پھر ہوش میں لایا گیا اور یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ وہ مرکر جی اُٹھا۔ یہ ہے حقیقت اس معجزے کی جسکو مسیحی لوگ دنیا کے آگے پیش کرتے ہیں۔

الوہیتِ مسیح کے برخلاف آسمانی کتب کی شہادت

اقتباس از یونیٹی اینڈ منسٹر کلکتہ

باوجودیکہ الوہیت مسیح کو باطل کرنیوالی بہت سی آسمانی کتب کی شہادتیں موجود ہیں تاہم بعض مسیحی صاحبان یہی کہے جاتے ہیں کہ یسوع مسیح خدا ہے یا خدا اور مسیح ایک ہی ہیں یا یسوع خدا کے برابر ہے۔ مگر تمام بائیبل میں ایک فقرہ بھی ایسا نہیں ہے جو بصراحت الوہیت مسیح کے عقیدہ کی تائید کرتا ہو۔ برخلاف اسکے بیشمار حوالے اس عقیدے کے باطل ہونیکے ثبوت میں پیش کیئے جاسکتے ہیں نئے عہدنامے کی تمام

طرز تعلیم اسکے بالکل مخالف ہے مندرجہ ذیل چند حوالے جنکو ہمارے مسیحی دوست اپنے دعوے کے ثبوت میں بہت ہی مضبوط دلائل سمجھتے ہیں۔ یہاں پیش کیئے جاتے ہیں۔ یسوع نے کہا ہے۔ "میں باپ پاس جاتا ہوں اور میرا باپ مجھ سے بڑا ہے" یوحنا ۱۴ ورس ۲۸۔ یسوع نے اپنے حواریوں سے پوچھا "کہ تم کس کو میرے جیسا کہتے ہو" شمعون پطرس نے اسکو کہا "تو زندہ خدا کا بیٹا یسوع مسیح ہے"۔ یسوع نے جواب میں کہا "مبارک ہے تو شمعون برجونا کے بیٹے کیونکہ یہ گوشت اور خون نے تجھے الہام نہیں کیا بلکہ میرے باپ نے جو آسمان میں ہے"۔ یہ اس امر کا پُرزور اعلان ہے کہ یسوع مسیح خدا نہیں ہے بلکہ خدا کا بیٹا۔ مانا کہ یسوع یہ کہتا ہے "کہ میں اور میرا باپ ایک ہیں" یوحنا باب ۱۰ ورس ۳۰۔ مگر اس نے پھر یہ بھی کہا ہے۔ "اور وہ جلال جو تو نے مجھے دیا میں نے انکو دیا ہے تا کہ وے ایک ہو دیں جیسا کہ ہم ایک ہیں"۔ یوحنا باب ۱۷ ورس ۲۲۔ یقیناً یسوع کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ تمام خدا ہو جاوینگے۔ پھر یسوع کی سلطنت کا ایک انتہا بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ اسکا حواری کہتا ہے۔ جب تمام چیزیں مغلوب ہو جاوینگی بیٹا خود اسکے (خدا کے) ماتحت ہو جائیگا (اول قرنتیون باب ۱۵ ۲۴ ورس)

پھر جب یہودیوں نے اسپر الزام لگانیکی کوشش کی کہ اس نے خود ہی اپنے آپکو خدا بنایا یسوع نے فوراً اس بہتان کی تردید کی اور کہا کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ تم خدا ہو۔ جب وہ انکو خدا کہتا ہے جن کی طرف خدا کی وحی نازل ہوئی اور کتاب باطل نہیں ہو سکتی۔ تم اُسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور دنیا میں بھیجا ہے کہتے ہو کہ تو کفر کہتا ہے کیونکہ مینے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ یوحنا باب ۱۰ ورس ۳۴-۳۶ یسوع زور سے اس بات کی تردید کرتا ہے کہ وہ خدا ہے "جو کوئی یہ ایمان رکھیگا کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے خدا اسمیں ہے اور وہ خدا میں ہے"۔ یوحنا۔

مشہور پادری صاحبان کی رائے ہیں مندرجہ ذیل عبارت پندرھویں صدی سے پہلے کسی یونانی تحریروں اور نہ ہی نویں صدی سے پہلے کسی لاطینی تحریرات میں پائی جاتی ہے۔ وہ عبارت اس طرح ہے "یسوع مسیح خدا کی شکل میں ہو کر خدا کے برابر ہونیکو

بُرا خیال نہ کیا۔" خدا کی شکل میں یا خدا ہیں ہونیکا بیان ظاہر کرتا ہے کہ وہ خود خدا نہ تھا یہی بات خدا سے برابری کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر یسوع خود خدا تھا تو اس کا اپنے آپ کو خدا کے برابر کہنا ایک بے معنی بات تھی یسوع نے خود کہا کہ میرا باپ مجھسے بڑا ہے اور مجھے اس نے اپنی مرضی پورا کرنیکے لیئے بھیجا ہے۔" اور ہمیشہ کی زندگی بھی ہے کہ وے تمکو اکیلا سچا اور یسوع مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں" یوحنا باب ۱۷

۲۔ یسوع مسیحوں کا بادشاہ آقا اور مالک دنیا کا نور زندگی کی روٹی۔ خدا کا برہ ...... نبی۔ منجی۔ شفیع۔ بچانیوالا۔ اُستاد۔ سچائی۔ نور اور زندگی خدا کی دانائی خدا کی آواز اور خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ آسمانی کتب میں تقریباً بیس دفعہ خدا تعالیٰ کو یسوع مسیح کا خدا کرکے پکارا گیا ہے۔ اٹھاسٹھ دفعہ خدا کو یسوع مسیح کا باپ کہا گیا ہے۔ انیس[19] دفعہ یسوع کو نبی کہا گیا ہے اسّی[80] دفعہ سے زیادہ یسوع انسان کا بیٹا کرکے پکارا گیا ہے اور چھپن[56] دفعہ خدا کا برگزیدہ[2] اور خدا کا بیٹا ایک سو بیس[120] دفعہ۔ اُنیس[19] فقروں میں کہا گیا ہے کہ تمام حمد و ثنا صرف خدا کے لیئے ہے۔ چار سو پچاس[450] دفعہ اعلیٰ صفات خدا کی طرف منسوب کی گئیں ہیں۔ جنمیں سے یسوع مسیح کو کوئی بھی نہیں دی گئی۔ تیرہ سو[1300] فقرے ظاہر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ یسوع مسیح سے بالکل الگ ہستی ہے۔ الوہیت مسیح کا عقیدہ صرف بے ثبوت ہی نہیں ہے بلکہ آسمانی صحیفوں کی کھُلی کھُلی شہادتوں کے بالکل برعکس ہے۔

گوتم بُدھ کی ہڈیاں اور حضرت مسیح ناصری کی قبر

ہمارے ناظرین ملک کشمیر۔ شہر سری نگر۔ محلہ خان یار کی قبر سے بخوبی واقف ہیں جو نبی صاحب اور عیسیٰ صاحب کی قبر سے کے نام سے مشہور ہے۔ تاریخی کتابوں میں اس قبر والے کا نام شہزادہ یوز آسف لکھا ہے اور یوز آسف کے نام پر ایک قصہ بھی موجود ہے اور چونکہ اس قصہ کے بعض واقعات گوتم بُدھ کی زندگی کے واقعات سے مشابہت رکھتے ہیں اسلیئے اکثر عیسائی صاحبان کا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ

شہزادہ یوز آسف گوتم بدھ کا ہی دوسرا نام ہے۔ یہ رائے اُسوقت رکھی جاتی تھی جبکہ ابھی یوز آسف کی قبر کا کشمیر میں ہونا عام طور پر معلوم نہ تھا اور اس امر کے دریافت ہونے کے بعد کہ یوز آسف کی قبر ملک کشمیر میں ہے مناسب تھا کہ پُرانی رائے کو عیسائی صاحبان ترک کر دیتے۔ کیونکہ سری نگر کا شہزادہ کسی صورت میں گوتم بُدھ نہیں ہوسکتا تھا مگر پادریوں کی ایک عجیب عادت ہے کہ اصل حقیقت کُھلنے کے بعد بھی وہی پُرانی رام کہانی سنائے جاتے ہیں اسلیئے یوز آسف کی قبر کشمیر میں دریافت ہونیکے بعد بھی یہی کہتے رہے کہ یوز آسف کوئی نیا شخص نہیں وہ گوتم بُدھ کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور اس بات کے ماننے میں کہ یوز اسف گوتم بدھ نہیں انکو موت نظر آتی تھی کیونکہ اس سے یہ ماننا پڑتا تھا کہ سری نگر کا شہزادہ وہی شہزادہ ہے جس نے یروشلم میں صلیب سے نجات پاکر مشرقی بنی اسرائیل میں آکر پناہ لی۔ اگر سری نگر کی قبر بدھ کی قبر ہوتی تو وہ دنیا کے کُل بُدھ مذہب کے پیرووں کا مرجع ہونی چاہیئے تھی۔ علاوہ ازیں بُدھ کی کچھ ہڈیاں تھوڑا عرصہ ہوا کہ نیپال کے پاس دریافت ہوئی تھیں اور اب حال ہی میں پادریوں کی بدقسمتی سے اُس کی کچھ اور ہڈیاں پشاور کے پاس سے نکلی ہیں جو بڑی عزت اور شان و شوکت کے ساتھ ملک برہما میں ایک خاص مندر تیار کر کے اُسمیں رکھی گئی ہیں۔ ان ہڈیوں کے دریافت ہونے میں ایک دنیا نے دلچسپی حاصل کی ہے مگر ہمارے لیئے ان کا دریافت ہونا خصوصیت کے ساتھ دلچسپی کا باعث ہے کیونکہ اب وہ پادریوں کا بیہودہ خیال کہ سری نگر کا شہزادہ گوتم بُدھ ہی ہے بالکل نابود ہوگیا اور اب پادریوں کو یہ کہتے ہوئے ضرور شرم آئیگی کہ شہزادہ یوز آسف جسکی قبر محلہ خان یار سری نگر کشمیر میں ہے وہ گوتم بُدھ ہی ہے۔

ایک نیا عیسائی فرقہ

فری تھنکر لکھتا ہے کہ عیسائیوں کا ایک نیا فرقہ ملک روس میں نکلا ہے۔ اس فرقہ کا بڑا اصول یہ ہے کہ دنیا کا خاتمہ قریب ہے۔ اور یہ کہ نجات صرف خودکشی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ پولیس نے اس فرقے کی طرف اُسوقت توجہ کی جبکہ انہوں نے بہت سی

لاشوں کو جنگلوں میں لٹکا ہوا دیکھا اور آخر کو معلوم کیا کہ یہ ایک نئے عیسائی فرقے کی کارروائی تھی۔ جنکو سلف ڈِسٹرائرس یعنی خودکش کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ خودکشی کر چکے ہیں اور ایک علاقہ میں تو اس فرقے کے قریباً سب لوگوں نے اپنے آپ کو تباہ کر دیا ہے۔

اس فرقے کے اصول پر بحث کرتے ہوئے اخبار فری تھنکر لکھتا ہے۔ اپنے آپ کو تباہ کرنیکا خیال عیسائی دنیا میں اور خصوصاً ملک روس میں کوئی نیا خیال نہیں تیس۳۰ سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ ایک عیسائی فرقہ ظہور پذیر ہوا جس کے اصول قریباً وہی تھے جو آجکل کے خودکشوں کے اصول ہیں اِس فرقے کے لوگ مرد عورتیں۔ بچے ایک جگہ جمع ہو جاتے۔ بالغ بچّوں کو قتل کرتے۔ مرد عورتوں کو ذبح کرتے اور پھر آپسمیں مرد ایک دوسرے کو قتل کر کے اپنا خاتمہ کر دیتے۔ ایک اور فرقہ کے لوگ مسیح کی خاطر بڑی بڑی آگیں جلاتے اور اپنے تئیں جلتی ہوئی آگ کے شعلوں کی نذر کرتے۔ ہر ایک صورت میں لیڈر خوابیں دیکھتے اور لوگوں پر اپنی روح ڈالتے اور جب لوگ رُوح سے بھر جاتے تو پھر اسکے بعد اپنے تئیں آپ ہلاک کرنیکی کارروائی شروع ہو جاتی۔ اس قسم کے کئی فرقے ملک روس میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور مسٹر ہیڈ نے اپنی کتاب "رشن چرچ اینڈ رشن ڈسنٹ" میں ان فرقوں کا کچھ بیان کیا ہے اگرچہ وہ بیان بہت نرم الفاظ میں ہے۔ یہ فرقے اس بات کا ایک بیّن ثبوت ہیں کہ مذہب عیسائیت میں ایک گندہ عنصر ہمیشہ موجود رہا ہے۔ اکثر ملکوں میں یہ گندہ عنصر نسبتہً بے ضرر شکل میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ لیکن اگر مذہب عیسائیت کی تاریخ ایک قابل اور سمجھدار مورخ کے قلم سے لکھی جاوے تو اُس میں بہت سی اس قسم کی دلچسپ باتیں ملیں گی۔

دھرم کی کسوٹی:۔ مرتّبہ ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر "نور"

یہ کتاب ان چودہ سوالات کا جواب ہے جنکو درشنانند پرچارک آریہ سماج نے اسلام کے برخلاف اپنے زعم میں لاینحل سمجھکر پبلک پر راولپنڈی میں پیش کیئے۔ اس کتاب میں بہت قوی دلائل سے سوامی صاحب کے اعتراضات کا بخیہ ادھیڑ گیا ہے صفحہ ۴۸ قیمت ار

تقطیع خورد ایڈیٹر نور قادیان سے مل سکتی ہے

گوشوارہ آمد و خرچ خزانہ صدر انجمن احمدیہ - قادیان بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

تعلیم

جمع								خرچ								
فیس مدرسہ	فیس بورڈنگ	چندہ مدرسہ	عید فنڈ	سرکاری گرانٹ	میزان	بقایا	کل	عملہ	سامان ورزش	سائر	سامان	بورڈنگ	کرایہ	متفرق	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صیغہ اشاعت اسلام

جمع									خرچ									
اعانت	اردو	انگریزی	ضمیمہ	بک ڈپو	متفرق	میزان	بقایا	کل	عملہ	طبع	کاغذ	سائر	بک ڈپو ٹکٹ	لائبریری	سامان	متفرق	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈنگ / مدرسہ احمدیہ / صیغہ مقبرہ بہشتی

بورڈنگ جمع			بورڈنگ خرچ		مدرسہ احمدیہ جمع			مدرسہ احمدیہ خرچ		صیغہ مقبرہ بہشتی جمع						خرچ				
آمد	بقایا	کل	خرچ	باقی	آمد	بقایا	کل	خرچ	باقی	حصہ آمد	حصہ جائداد	متفرق	میزان	بقایا	کل	دفتر مقبرہ	مساجد	تبلیغ	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صیغہ جائداد / مستقل فنڈ

صیغہ جائداد جمع									خرچ							مستقل فنڈ		
تعمیر بورڈنگ	کرایہ	فروخت جائداد	آمد سٹور	تعمیر مساجد	چندہ شرط اول	میزان	بقایا	کل	انتظام جائداد	تعمیر	باغیچہ مقبرہ	درختان اراضی مدرسہ	متفرق	میزان	باقی	آمد	بقایا	کل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۳

خلاصہ گوشوارہ ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

	پائی	آنہ	روپیہ
بقایا صیغہ تعلیم یکم جون سنہ ۱۹۱۰ء	۲	۴	۱۳۷۸
״ ״ اشاعت ״	۰	۱۵	۳۰۵۵
״ ״ بورڈنگ ״	۹	۴	۷۷۲
״ ״ مدرسہ احمدیہ ״	۰	۱۰	۱۲۹۹
״ ״ مقبرہ ״	۷	۰	۱۵۷۱
״ ״ جائداد ״	۳	۱۰	۱۹۳۳۱
״ ״ بیت المال لنگر ״	۶	۱۲	۱۹۹
״ ״ جلسہ سالانہ ״	۳	۷	۷۷۲
״ ״ متفرق ״	۶	۲	۳۷۸
״ ״ مساکین ״	۱	۱۰	۹۲۶
״ ״ زکوٰۃ ״	۶	۳	۷۵۷
״ ״ یتامیٰ ״	۶	۱۵	۴۱۷
״ ״ متفرقات ״	-	۶	۴۲۰
״ مستقل فنڈ ״	۶	۴	۱۲۲۹
״ امانت ״	۰	۶	۲۱۳۲
میزان	۷	۰	۳۴۶۴۳
پیشگی سال گذشتہ	۳	۷	۱۸۱
باقی موجود	۴	۹	۳۴۴۶۱
بنک	۰	۰	۱۶۲۰
امین	۱	۳	۱۷۹۶۲
پیشگی	۳	۶	۱۴۸۷۹
میزان	۴	۹	۳۴۴۶۱
امانت شیخ تیمور صاحب	-	۶	۱۸۶۷
״ منشی وزیر خان صاحب	-	۰	۲۰۰
״ میاں محمد حسن صاحب	-	۰	۶۵
میزان	-	۶	۲۱۳۲

محمد صادق عفی عنہ
محاسب

مرزا محمود احمد
ناظر

لنگر

باقی	خرچ	کل	بقایا	آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جلسہ سالانہ

کل	بقایا	آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]

متفرق

باقی	خرچ	کل	بقایا	آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جمع صیغہ مساکین خرچ

باقی	خرچ	کل	بقایا	آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جمع صیغہ زکوٰۃ خرچ

باقی	خرچ	کل	بقایا	آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جمع صیغہ یتامیٰ خرچ

باقی	خرچ	کل	بقایا	آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جمع صیغہ متفرقات خرچ

باقی	خرچ	کل	بقایا	آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جمع امانت خرچ

باقی	خرچ	کل	بقایا	آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

Digitized by Khilafat Library

(مطبع میگزین قادیان میں مینیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا)